یا اللہ مدد | حیاتِ النبی ﷺ زندہ باد | شانِ رسالت ﷺ زندہ باد | اصلی کلمہ اسلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقامِ امام اعظم ابو حنیفہ زندہ باد | حق چار یار رضی اللہ عنہم

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
کے افکار ونظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان
مظہر شریعت وطریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم
حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بیاد
محدثِ عرب وعجم آبروئے دیوبند امامِ اہل السنۃ والجماعۃ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید: سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ — خلیفہ مجاز: امام الموحدین رئیس المفسرین حضرۃ مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ

مفسر قرآن ولی کامل حضرۃ مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرۃ مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرۃ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلک احناف، شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام محقق العصر حضرۃ مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ — حکیم العصر شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست
پیر طریقت شیخ الحدیث
حضرۃ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ

نگران
وکیل احناف مناظر اسلام
حضرۃ مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا جمیل الرحمٰن عباسی
0301-7790908

مدیر مسئول
مولانا احسن خدامی
0320 4902150

مدیر
حمزہ احسانی
0307-5687800

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82، محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

قرونِ ثلاثہ سے ثابت شدہ طریقہ بدلنا بدعت ہے

قطب الارشاد، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگرچہ ذکر مطلقاً جائز ہے، مگر جس موقعے پر کوئی طرزِ خاص قرونِ ثلاثہ میں پایا گیا ہے، اس کو دوسری طرح بدلنا بدعت ہے...... بہرحال ذکر اس طرح کرنا بدعت ہے۔'' [تذکرۃ الرشید: ۱/۱۷۰......بحوالہ اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم: ۲۴]

ذکر و تسبیح اور درود شریف اجتماعی طور پر پڑھنا بدعت ہوگا

برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نمازوں کے علاوہ شریعت نے ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ہر شخص کو الگ الگ جو پڑھنا ہو پڑھے۔ اب ان اذکار کو اجتماعی طور پر مل کر پڑھنا بدعت ہوگا۔'' [اختلاف امت اور صراط مستقیم: ۱۱۹، مکتبہ لدھیانوی]

پیام صفدر احسن خدامی

وحدتِ ادیان

اِس وقت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ''دہریت'' یعنی انکارِ خدا ہے، باقی تمام مذاہب میں سے کسی کے متبعین بھی دہریوں کی تعداد کے برابر نہیں ہیں۔

دہریت کے اس سیلاب کو روکنے کے عنوان پر باقی سب مذاہب میں سے چند لوگ مل کر ایک تحریک قائم کیے ہوئے ہیں جس کو ''وحدت ادیان'' کی تحریک کہا جاتا ہے۔

ان لوگوں کے افکار و نظریات کچھ اس قسم کے ہیں کہ:

☆......سب مذاہب کے ماننے والوں کی منزل ایک ہی ہے، صرف طریقہ مختلف ہے، سب کے سب ایک ہی ذات کی عبادت کرتے ہیں، مسلمان اس کو اللہ کہتے ہیں، ہندو رام، عیسائی یسوع، سکھ اوتار... مگر پوجا سب ایک ہی ہستی کی کرتے ہیں، اس لیے اصل کے اعتبار سے سب مذہب ایک ہیں اور سب لوگ جنت میں جائیں گے، پوجا یا عبادت کے طریقے مختلف ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اپنی تحریک کو زوردار بنانے کے لئے یہ لوگ اس قسم کی جذباتی گفتگو کا سہارا لیتے ہیں کہ:

☆......دنیا دہریت کی طرف جارہی ہے اور تم لوگ قرآن اور انجیل کی حقانیت کی بحثوں میں پڑے ہو!؟؟

☆......مذاہب کا آپس کا اختلاف ہی عوام کی اکثریت کو دہریت کی طرف دھکیل رہا ہے، لہٰذا ہمیں اس آپس کے اختلاف کو کبھی نہیں چھیڑنا چاہئے اور مل جل کر ایک بن کر رہنا چاہیے۔

☆......خدا اور قیامت پر یقین رکھنا ہی انسان کی نجات کے لیے کافی ہے۔

☆......اپنے ہی مذہب کے حق ہونے اور دوسرے کے باطل ہونے پر اصرار کرنا تنگ نظری ہے۔

☆......عبادت کے کسی خاص طریقے کو ہی درست قرار دینا تشدد ہے، جو شخص خدا کی جس طرح عبادت کرنا چاہے کرسکتا ہے۔

☆......اگر مذاہب نے آپس کے اختلاف کا سلسلہ ختم نہ کیا تو عنقریب دنیا سے مذہب کا وجود مٹ جائے گا اور دہریت کے سوا کوئی مذہب باقی نہ بچے گا۔ وغیرہ وغیرہ!!

اس قسم کے واہیات اور بے سروپا افکار و نظریات اپ ٹو ڈیٹ ممی ڈیڈی قسم کے دانشوروں کے

ذریعے مسلمانوں میں خوب پھیلائے جارہے ہیں۔

☆......وحدتِ ادیان کی اس عالمی تحریک کا ایک ذیلی ورژن ''وحدتِ مسالک'' کے لیے سرگرم ہے، بالکل وہی گفتگو، اُسی قسم کی باتیں، ہولناک تجزیے، ہوشربا تخمینے۔

خلاصہ کلام ان لوگوں کی گفتگو کا یہ ہے کہ:

☆...... یہ بدعت وضلالت وغیرہ کچھ چیز نہیں ہوتی، جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہی ہے۔

☆......فرقوں کا آپس میں اختلاف صرف تعبیر کا اختلاف ہے، سب اللہ اور رسول کو مانتے ہیں، قرآن وحدیث کو تسلیم کرتے ہیں، بس تشریح کا انداز اپنا اپنا ہے اور تشریح کا انداز مختلف ہونے سے کوئی گمراہ یا بدعتی نہیں ہوجاتا۔

☆......مسالک کے اختلاف کی وجہ سے لوگ اسلام سے بدظن ہورہے ہیں، اسلام کا نام لینے والے سب مسلک حق ہیں اور سب جنتی ہیں۔

☆......اپنے ہی فرقے کو حق پر اور باقیوں کو باطل پر سمجھنا جہالت ہے۔

☆......دین کی اسی تعبیر اور تشریح پر اصرار کرنا جو آپ کے یا آپ کا اکابر کے نزدیک درست ہے، یہ تشدد ہے۔ وغیرہ وغیرہ!!

ان دونوں قسم کی تحریکوں کے نظریات کے بارے میں ہمیں اپنے دین میں بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔

ایک طرف قرآن پاک اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو باطل قرار دیتا، انبیائے کرام میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب یا انکار کو کفر کہتا اور کفار کو اَبدی عذاب کی وعید سناتا ہے، تو دوسری طرف بار بار یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ اگر اللہ جل شانہ چاہتے تو زبردستی سب لوگوں کو ہدایت دے سکتے تھے لیکن ہدایت وگمراہی، دونوں کے سلسلوں کو قیامت تک باقی رکھنا اللہ جل شانہ کا تکوینی فیصلہ ہے، لہٰذا ہمیں سب کو زبردستی مسلمان کرنے کے شوق میں اپنے دین میں ایک شوشے یا نقطے کی بھی کمی بیشی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

اسی طرح حدیث پاک میں بڑی صراحت سے مسلمانوں ہی میں بہت سے فرقے بننے کی پیشین گوئی کو کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور ان فرقوں میں سے ہر ایک کو حق پر نہیں کہا گیا بلکہ اہل حق اور اہل باطل گروہوں کی علامات بہت صراحت سے بیان کی گئی ہیں۔ ان احادیث کے مطالعہ سے یہ بات روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام کا نام لینے والا ہر فرقہ اہل حق میں شامل نہیں ہے بلکہ ایک جماعت اہل حق کی ہے اور باقی جماعتیں اہل باطل کی۔ اللہ جل شانہ ہمیں اہل حق کی اسی جماعت کے ساتھ جڑنے اور

وابستہ رہنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور قیامت میں انہی کے ساتھ محشور فرمائیں۔

ماضی کے اکابر کا اُسوہ بھی ان معاملات میں بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے کہ انہوں نے اسلام کا نام لینے والے ہر فرقے کو اہل حق میں نہیں سمجھا بلکہ اجتہادی اختلاف اور اُصولی اختلاف میں فرق کیا، امام بخاری رحمہ اللہ جیسی جلیل القدر ہستی اور دیگر محدثین کرام نے باب الرد علی الجھمیہ وغیرہ کے عنوان سے باقاعدہ باب باندھے معتزلہ، خوارج، قدریہ وغیرہ کا علی الاعلان کھلا مقابلہ کیا اور انہیں کبھی بھی اہل حق میں شمار نہیں کیا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بظاہر ایک معمولی سے اختلاف پر کوڑے کھانے گوارا کیے مگر جس بات کو حق سمجھا اسے حق کہا اور جسے باطل سمجھا اسے باطل کہا......حق اور باطل کو خلط ملط کر کے اور اسے ''تعبیر کا اختلاف'' کہہ کر اور ''سب ٹھیک ہے'' کا نعرہ لگا کر امت کو گمراہی میں مبتلاء نہیں کیا۔

اللہ جل شانہٗ ہمیں بھی ان اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ ☆☆

المرسل: مولانا احسان الحق چاریاری، قاضی احمد

خلیفۂ ثالث، خلیفۂ رابع کی نظر میں!

خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے عثمان! میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس کی تمہیں خبر نہ ہو، نہ ایسی بات بتاتا ہوں جو آپ نہ جانتے ہوں، حق جیسے ہم نے دیکھا تم نے بھی دیکھا، جیسے ہم نے سنا تم نے بھی سنا، جیسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف پایا تم نے بھی پایا، حق پر عمل کرنے کی ذمہ داری حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر تم سے زیادہ نہ تھی۔ تم رشتہ داری اور محرم ہونے میں ان سے زیادہ رسول اللہ کے قریبی ہو، تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف پایا ہے جو وہ نہ پاسکے۔'' [نہج البلاغہ: ۴۹۴، مترجم]

وفیات

......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے خسر محترم رحمہ اللہ [کراچی]

......مولانا یوسف خان صاحب [استاذ الحدیث: جامعہ اشرفیہ لاہور] کی اہلیہ محترمہ رحمہا اللہ

......حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کے بڑے فرزند جناب مختار عمر صاحب رحمہ اللہ [حرم شریف میں]

......حاجی غلام مصطفیٰ صاحب رحمہ اللہ کے بھائی غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ [اوڈھروال، چکوال]

......جامع مسجد برکت علی اچھرہ لاہور کے نمازی حاجی آصف صاحب رحمہ اللہ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

المرسل: شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہم [مہتمم: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور]

عجیب استدلال

''شخصیت وافکار علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے علامہ موصوف کے پوتے نے سوانح مرتب فرمائی ہے۔ ۱۴۳۷ھ کی تعطیلات میں ان کی طرف سے ہدیہ پہنچی ہے۔ حضرت علامہ گھوٹویؒ جامعہ عباسیہ ریاست بہاولپور کے بانی اساتذہ کرام میں سے تھے۔ ۲۵ جون ۱۹۲۵ء کو جامعہ کا افتتاح فرمایا اور شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران ایک مسئلہ پر عجیب قسم کا استدلال جو اُن کے علمی کمال کی طرف بھی مشیر ہے۔ آپ بھی پڑھیے!

حافظ علامہ عبدالرحمٰن صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام استاذ مکرم مولانا گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ فاضل احمد پور شرقیہ کے سالانہ سرکاری معائنہ کے بعد جب واپس جانے لگے تو مدرسہ اور شہر کے علماء آپ کو ''الوداع'' کہنے کے لیے ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب تک آئے۔ ان میں آپ کے شاگرد اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی عبدالحق صاحبؒ (جو بعد میں مدرسہ صولتیہ مکہ شریف میں مدرس ہوگئے تھے) بھی شامل تھے۔ انہوں نے ریلوے اسٹیشن پر حضرت الاستاذؒ کی خدمت میں تقلید کے حق میں دلائل بیان کرنے کی درخواست پیش کی۔ حضرت الاستاذؒ نے عقلی اور فقہی دلائل، تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور روایات صالحین سے دلائل شرعیہ پیش فرمائے۔ مولوی عبدالحق اس دوران ساکت و جامد بیٹھے رہے۔ جونہی گاڑی کی آمد کی گھنٹی بجی اور آپ کھڑے ہوگئے تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ: حضرت! آپ نے دلائل تو بہت دیئے لیکن گذارش یہ ہے کہ اگر جناب والا قرآن سے کوئی دلیل پیش فرمائیں تو بندہ مطمئن ہوگا۔ حضرت الاستاذ والبحر الذخار علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ جل شانہ وعز برہانہ کا ارشاد گرامی ہے: ''وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر'' ترجمہ: اور وہ (مکذبین) کہیں گے اگر ہم سنتے (جو تقلید ہے) یا ہم عقل سے کام لیتے (جو اجتہاد ہے) تو اصحاب جہنم میں سے نہ ہوتے۔

حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات کے دو راستے بتلائے ہیں، ایک یہ کہ کسی مستند شخص کی بات سن کر اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا۔ دوسرے یہ کہ اجتہاد صائب کے ذریعے سے حق اور صواب تک رسائی حاصل کرنا۔ امر اول تقلید ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تقلید بھی جہنم سے نجات کا موجب ہے۔'' مولوی عبدالحق یہ سن کر دم بخود رہ گئے۔ تمام حاضر علماء کرام حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال پر عش عش کر اٹھے۔ [از شخصیت وافکار شیخ الاسلام محدث گھوٹویؒ: ۱۲۲/۱]

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کا حکم

اسلامی سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کو سال کے بارہ مہینوں میں خاص طرح کا امتیاز حاصل ہے، صحیح البخاری میں ایک حدیث مبارکہ ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک طویل اور نہایت ہی قیمتی نصائح پر مشتمل خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں یہ بات بھی تھی کہ:

''(اس وقت) زمانہ اسی رفتار اور ہیئت پر آ چکا ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تھا، ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، جن میں سے تین مہینے یعنی: ذوالقعدہ ذوالحج اور محرم الحرام تو مسلسل ہیں۔ اور ایک ''رجب'' کا مہینہ ہے جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ [صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۲۹۴]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف فرمانات کے مطابق اس ماہ مبارک میں کیے جانے والے اعمال کا اجر بنسبت دیگر ایام یا مہینوں کے زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں روزے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے اللہ تعالیٰ کے یہاں محرم الحرام کے روزے ہیں''۔ [صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۶۳]

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس مہینے میں فضیلت محض روزے رکھنے کی ہی نہیں ہے بلکہ ہر نیک عمل بہت بڑھا ہوا ہے، چنانچہ اعمال میں سے ایک بڑا اور اہم عمل نکاح کا بھی ہے، معاشرے میں ماہِ محرم الحرام سے متعلق کچھ ایسا تصور اور رجحان عام ہو چکا ہے کہ اس مہینے میں نہ نکاح کرنا ہے اور نہ ہی شادی، حالانکہ شریعت کا مزاج اور احکامات اس کی صریح نفی کرتے ہیں۔

''عمل نکاح'' چاہے کسی مہینے میں ہو، یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اور مباح کام کا ناجائز ہونا کسی واضح ممانعت سے ممکن ہوتا ہے۔ لیکن اس مہینے میں، یا اس کے علاوہ کسی اور بھی مہینے میں شریعت کی طرف کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ملتی، نہ کتاب وسنت میں، نہ اجماع امت سے اور نہ ہی قیاس وغیرہ سے۔ چنانچہ جب ایسا ہے تو اس نکاح اپنی اصل (مباح ہونے) کے اعتبار سے جائز ہی رہے گا۔

بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہائے کرام کا اس بات پر (کہ محرم یا اس کے علاوہ کسی بھی مہینے میں نکاح کرنا ناجائز نہیں ہے۔) کم از کم اجماعِ سکوتی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین اور متقدمین یا متاخرین فقہاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس ماہ مبارک میں شادی، بیاہ وغیرہ کو ناجائز قرار دیتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی اس کو منع بھی کرتا ہوگا تو اس کا منع کرنا بغیر دلیل کے ہوگا اور کسی بھی درجہ قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

اس ماہ میں نکاح سے منع کرنے کی بنیاد کیا ہے؟ چنانچہ تتبع سے عقلاً اس کی بنیاد اس مہینے کا منحوس ہونا ہوسکتی ہے، یا غم والا مہینہ ہونا (جس کی بناء پر سوگ کو لازم سمجھا جاتا ہے اور سوگ والے دنوں یا مہینوں میں شادی کو ناجائز سمجھا جاتا)۔ ذیل میں ہر دو امر کا جائز لیا جاتا ہے۔

کیا ماہ محرم نحوست والا مہینہ ہے؟

مزاج شریعت سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس مہینے کی نحوست کا قائل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوات سے بہت پہلے سے ہی اس مہینے کا معزز ومکرم اور صاحب شرف ہونا مشہور ومعروف چلا آ رہا ہے، حتی کہ زمانے کی ابتدا سے اب تک ہر ذی شان کام کا اسی مہینے میں وقوع پذیر ہونا زبان زدعام ہے۔ بلکہ روایات کے مطابق تو وقوع قیامت کا عظیم الشان واقعہ بھی اس مہینے میں ہوگا۔

چنانچہ اتنا سب کچھ ہوتے ہوئے اس مہینہ کو نحوست والا قرار دینا ممکن ہی نہیں، لہٰذا اس بنا پر تو اس مہینے میں نکاح سے روکنا عقلا بھی ممکن نہیں ہے۔

کیا ماہ محرم غم والا مہینہ ہے؟

اس مہینے میں شادی سے روکنے والے اگر اس بنیاد پر شادی سے روکتے ہیں کہ یہ غم اور سوگ کا مہینہ ہے لہٰذا اس مہینے میں خوشی نہیں منانی چاہیے، کیوں؟! اس لیے کہ اس مہینے میں نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے چھوٹوں اور بڑوں کو ظالمانہ طور پر نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لیے غم منانا، سوگ کرنا اور ہر خوشی والے کام سے گریز کرنا ضروری ہے، تو یہ انتہاء درجے کی جہالت اور احکامات دینیہ سے ناواقفیت کی علامت ہے، اس لیے کہ ''شہادت'' جیسی نعمتِ بے بہا کسی بھی طور پر غم کی چیز نہیں ہے، یہ تو سعادت اور فکر کی چیز ہے۔ یہاں سوچنا تو یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں شریعت کی طرف سے کیا راہ نمائی ملتی ہے؟؟!! تعلیماتِ نبویہ علی صاحبہا الف تحیہ سے تو یہ سبق ملتا ہے کہ شہادت کا حصول تو بے انتہا سعادت کی بات ہے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت:

یہی وجہ تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستقل حصولِ شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے، [صحیح

البخاری، کتاب فضائل مدینه، باب کراهیة النبي ﷺ أن تعری المدینة، رقم الحدیث: ۱۸۹۰، ۲۳/۳، دارطوق النجاة]

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنہیں بارگاہِ رسالت سے سیف اللہ کا خطاب ملا تھا، وہ ساری زندگی شہادت کے حصول کی تڑپ لیے ہوئے قتال فی سبیل اللہ میں مصروف رہے، لیکن اللہ کی شان انہیں شہادت نہ مل سکی، تو جب ان کی وفات کا وقت آیا تو پھوٹ پھوٹ کے رو پڑے کہ میں آج بستر پر پڑا ہوا اونٹ کے مرنے کی طرح اپنی موت کا منتظر ہوں۔[البدایه والنهایه، سنة احدی وعشرین، ذکر من توفی احدی وعشرین: ۱۱٤/۷، مکتبة المعارف، بیروت]

جناب رسول اللہ ﷺ کا شوقِ شہادت:

شہادت تو ایسی عظیم سعادت اور دولت ہے، جس کی تمنا خود جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے کی اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں، پھر شہید کر دیا جاؤں، (پھر مجھے زندہ کر دیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید کر دیا جاؤں، (پھر مجھے زندہ کر دیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں''۔[صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب: فضل الجهاد والخروج في سبیل الله، رقم الحدیث: ٤٩٦٧]

الغرض یہاں تو صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ شہادت تو ایسی نعمت جس کے حصول کی شدت سے تمنا کی جاتی تھی، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر افسوس اور غم منایا جائے، اگر اس عمل کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر غور کر لیا جائے کہ پورے سال کا ایسا کون سا مہینہ یا دن ہے؟ جس میں کسی نہ کسی صحابیٔ رسول کی شہادت نہ ہوئی ہو، کتبِ تاریخ اور سیر کو دیکھ لیا جائے، ہر دن میں کسی نہ کسی کی شہادت مل جائے گی، مثلاً:

صفر: ۳ھ میں مقام رجیع میں ۸/صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔ صفر: ۴ھ میں بئر معونہ کے واقعے میں کئی اصحابِ صفہ کو شہید کیا گیا۔ صفر: ۵۲ھ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

ربیع الاول: ۱۸ھ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ربیع الاول: ۲۰ھ میں ام المؤمنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

ربیع الثانی: ۲۱ھ میں مقام نہاوند میں ایرانی کفار کے لڑائی کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو لاکھ ایرانیوں کے مقابلے کے لیے چالیس ہزار مسلمانوں کی فوج بھیجی جس میں تقریباً تین ہزار مسلمان شہید

ہوئے اور کفار کے تقریباً ایک لاکھ افراد واصل جہنم ہوئے، اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ ربیع الثانی: ۲۱ ھ میں مشہور صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ربیع الثانی: ۵۰ ھ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

جمادی الاولی: ۸ ھ میں حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ اور اسی سال، اسی مہینے حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ جمادی الاولی: ۸ ھ میں ہی غزوہ موتہ ہوا، جس میں کئی جلیل القدر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

جمادی الاخری: ۴ ھ میں حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ جمادی الاخری: ۱۳ ھ میں صحابی رسول حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ جمادی الاخری: ۲۱ ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ جمادی الاخری: ۵۰ ھ میں حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ کی وفات ہوئی۔

رجب المرجب: ۱۵ ھ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ رجب المرجب: ۲۰ ھ میں حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ رجب المرجب: ۴۵ ھ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

شعبان: ۹ ھ میں بنتِ رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ شعبان: ۵۰ ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ شعبان: ۹۳ ھ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

رمضان: ۱۰ نبوی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ رمضان: ۲ ھ میں بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ رمضان: ۱۱ ھ میں بنت رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ رمضان: ۳۲ ھ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

شوال: ۳ ھ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ شوال: ۳۸ ھ میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ذوالقعدہ: ۶۲ ھ میں مشہور تابعی حضرت مسلمہ بن مخلد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ ذوالقعدہ: ۱۰۶ ھ میں حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب کا انتقال ہوا۔

ذوالحجہ: ۵ ھ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ذوالحجہ: ۶ ھ میں حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ذوالحجہ: ۱۲ ھ میں حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

اس پوری تاریخ کا مقتضی تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر دن کو اظہارِ غم اور افسوس بنایا جائے۔ اور شادی

وغیرہ ہر خوشی اور اظہار خوشی سے گریز کیا جائے۔لیکن ظاہر ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

نیز! اس بات کو بھی دیکھا جائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی تو کئی عظیم اور نبی ﷺ کی محبوب شخصیات کو شہادت ملی، لیکن کیا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ان کی شہادت کے دن کو بطور یادگار کے منایا؟؟!! نہیں ؛ بالکل نہیں، تو پھر کیا ہم اپنے نبی ﷺ سے زیادہ غم محسوس کرنے والے ہیں؟! خدارا! ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اس قسم کی شیطانی اور گمراہ کن رسومات و اعمال سے بچنے کی مکمل کوشش کریں۔

شرعاً سوگ کرنے کا حکم:

شرعاً سوگ کرنے کی اجازت صرف چند صورتوں میں ہے اور وہ بھی صرف عورتوں کے لیے نہ کہ مردوں کے لیے:

(۱) ایسی عورت جس کو طلاق بائن دی گئی ہو اس کے لیے صرف زمانہ عدت میں۔

(۲) جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، اس کے لیے صرف زمانہ عدت میں۔

(۳) کسی قریبی رشتے دار کی وفات پر صرف تین دن کے لیے۔ اس کے علاوہ کسی بھی موقعہ پر عورت کے لیے سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔

اور سوگ کا مطلب یا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس عرصہ میں زیب و زینت اور بناؤ سنگھار نہ کرے، زینت کی کسی بھی صورت کو اختیار نہ کرے، مثلاً: خوش بو لگانا، سرمہ لگانا، مہندی لگانا اور رنگ برنگے خوشنما کپڑے وغیرہ پہننا، اس کے علاوہ کوئی صورت اپنانا، مثلاً: اظہارِ غم کے لیے سیاہ لباس پہننا یا بلند آواز سے آہ و بکا اور سیاہ لباس وغیرہ پہننا جائز نہیں۔ نیز! مردوں کے لیے تو کسی صورت میں سوگ کی اجازت نہیں ہے تو پھر محرم الحرام کے شروع ہوتے ہی سوگ اور ماتم کے نام پر پورے ملک و ملت کو عملی طور پر یرغمال بنالینا کیا معنی رکھتا ہے؟؟!!

محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم

اوپر ذکر کی گئی تفصیل کے مطابق اس ماہِ مبارک میں سوگ کرنا بالکلیہ بے اصل اور دین کے نام پر دین میں زیادتی ہے، جس کا ترک لازم ہے، لہٰذا جب سوگ جائز نہیں ہے تو پھر شرعاً اس مہینے میں شادی نہ کرنے کی وجہ یہ بھی نہیں بن سکتی۔

بنت رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی:

بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ ایک معتبر قول کے مطابق امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہِ مبارک میں ہوئی، اگرچہ اس قول کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔[ملاحظہ ہو:تاريخ مدينة الدمشق لابن عساكر، باب ذكر بنيه وبناته عليه الصلاة والسلام وأزواجه: ۱۲۸/۳، دار الفكر۔ تاريخ الرسل والملوك للطبري، ذكر ما كان من الأمور في السنة الثانية، غزوة ذات العشيرة، ۴۱۰/۲، دار المعارف بمصر]

محرم الحرام کے دنوں میں فیس بک اور واٹس ایپ وغیرہ سوشل میڈیا پر ایک میسیج بہت زیادہ گردش کرتا ہے، جس میں تین شخصیات کے نکاح کا محرم الحرام میں ہونا مذکور ہوتا ہے:[۱] زوجہ نبی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔[۲] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے۔ [۳] حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔

تو اس میسیج کا تحقیقی رُخ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۲ رہجری میں ہوا، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کون سا تھا، تو اس میں تین طرح کے اقوال ملتے ہیں، محرم الحرام، صفر المظفر اور ذوالحجہ۔ ابن عساکر اور طبری رحمہما اللہ نے محرم الحرام کے مہینے میں نکاح ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

بقیہ دو شخصیات کا نکاح بھی محرم میں نہیں ہوا، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ۷ رہجری، ماہ صفر میں ہوا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ۳ رہجری میں ربیع الاول کے مہینے میں ہوا اور رخصتی جمادی الاخری کے آخر میں ہوئی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اپنے مدعی کے ثبوت کے لیے غیر محقق امور کو پیش کرنا مناسب نہیں ہے، معتبر اور محقق بات ہی پیش کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔

چند فقہی کتب کا حوالہ:

اکابرین مفتیانِ عظام کے فتاوی میں اس کی تصریحات موجود ہیں، ذیل میں فتاوی رحیمیہ سے اسی مسئلے کا جواب نقل کیا جاتا ہے:

(الجواب): ماہ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش و اقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے، دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے، آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

''لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر إن تحد على ميت فوق ثلث ليال إلا

علی زوج أربعة أشهر وعشراً''.

ترجمہ: ''جو عورت خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے''۔[بخاري، باب: تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشراً إلخ، ص: ۸۰۳، ج:۲، پ:۲۲......صحيح مسلم، باب: وجوب الإحداد في عدة الوفات، إلخ، ص: ٤٩٦، ج:۱......مشكوٰة، باب العدة، الفصل الأول، ص: ۲۸۸]

ماہ مبارک محرم میں شادی وغیرہ کرنے کو نا مبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں، ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں، ان میں شرکت حرام ہے۔

''مالابد منہ'' میں ہے: ''مسلم را تشبہ بہ کفار وفساق حرام است۔'' یعنی: مسلمانوں کو کفار وفساق کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔[ص:۱۳۱]

ماہ مبارک میں شادی وغیرہ کے بارے میں دیوبندی اور بریلوی میں اختلاف بھی نہیں ہے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا فتویٰ پڑھیے:

(سوال) بعض سنی جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر میں روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔۲: ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔۳: ماہِ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے، اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔[احکام شریعت:۱/۹۰] فقط واللہ اعلم بالصواب

[فتاوی رحیمیہ، کتاب البدعۃ والسنۃ، ماہ محرم میں شادی کرے یا نہیں؟ ۲/۱۱۵، دارالاشاعت، کراچی]

اسی طرح فتاوی حقانیہ [کتاب البدعۃ والرسوم، محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم؟ ۲/۹۶، جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک] میں بھی موجود ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر طرح کے منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رکھے، آمین ☆☆☆☆☆

مولانا مجیب الرحمٰن، ڈیرہ اسماعیل خان قسط:۴

حدیث کلاب حوأب کا مصداق اور قاضی طاہر علی کی تحقیق پر ایک نظر

حدیث ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند پر بحث:

اب ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی روایت کی سند پر غور فرمائیں، دوبارہ مکمل سند ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، گذشتہ صفحات میں دیکھ لیں کہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرنے والی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں، اوران سے روایت کرنے والے:

(۱)......ایک قیس بن ابی حازم ہیں (۲)......دوسرے حضرت مسروق ہیں۔

(۱)......مسروق کی سند:

قیس سے پہلے مسروق کی سند پر بحث ملاحظہ ہو!

حضرت سیدتنا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے مسروق ہیں۔

مسروق:

یہ مسروق بن الاجدع بن مالک ۔۔۔۔ ہمدانی کوفی ہیں، سنہ ۶۲ یا ۶۳ ھ میں فوت ہوئے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اُن خاص شاگردوں میں سے ہیں جو فتوی دیتے اور قرآن مجید پڑھاتے تھے، ثقہ، فقیہ اور عابد ہیں، جنگ قادسیہ میں شامل ہوئے۔ تہذیب میں دو صفحہ میں ان کا ترجمہ ہے، کسی محدث نے ان پر کلام نہیں کیا، امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِن کو اپنا متبنیٰ بیٹا بنایا تھا۔[تذکرۃ الحفاظ، تقریب]

مسروق سے روایت کرنے والے امام شعبی ہیں۔

شعبی:

یہ امام عامر بن شراحیل شعبی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے، سنہ ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے، ثقہ ہیں، فقیہ ہیں، امام ذہبی نے علامۃ التابعین فرمایا اور فرمایا امام، حافظ، فقیہ، مضبوط، ثبت تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے اساتذہ میں سے ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ، تقریب]

امام شعبی سے روایت کرنے والے مجالد ہیں۔

مجالد:

یہ مجالد بن سعید ہمدانی کوفی ہیں، ان پر جرح بھی ہوئی ہے، مگر امام ابن عدی فرماتے ہیں: اس کی عن الشعبی عن جابر اورعن غیرجابر کئی صحیح احادیث ہیں، اوردوسری (عن غیرالشعبی) روایات محفوظ نہیں ہیں۔ امام یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: کئی محدثین نے اس میں کلام کیا ہے لیکن وہ سچا راوی ہے۔ عجلی کہتے ہیں: جائزالحدیث (درست حدیث والا) ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں: سچا راوی ہے۔[تہذیب] امام منذری فرماتے ہیں کہ: امام نسائی نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اورامام مسلم نے دوسری روایات کی تائید میں اس کی روایات لی ہیں۔[الترغیب:۹۱۰/۴] امام ذہبی کہتے ہیں: صالح الحدیث ہے۔[المغنی: ۲۴۷/۲] یہ حسن الحدیث راوی ہے۔ بخاری کے سوا صحاح خمسہ میں اس کی روایات ہیں، اور متابعت میں تو اس کی حدیث پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی۔

مجالد سے روایت کرنے والا یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہے۔

یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ:

یہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کوفی ہے، تہذیب میں ان کا ترجمہ دوصفحات پر مشتمل ہے، سب محدثین ان کی توثیق اور تعریف کررہے ہیں، ثقہ مضبوط صحاح ستہ کا راوی ہے۔

یحییٰ سے روایت کرنے والا یزید بن موھب ہے۔

یزید بن موھب:

یہ دراصل یزید بن خالد بن عبداللہ بن موھب ہمدانی رملی ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا، ابن قانع نے کہا: صالح ہے۔ بقی بن مخلد کہتے ہیں: انتہائی ثقہ تھا۔[تہذیب:۶۳۶/۷، ۶۳۷]

یزید سے روایت کرنے والا محمد بن علی ہے جو امام طبرانی کا استاذ ہے۔

محمد بن علی:

یہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن زید الصائغ مکی ہے، امام صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی رحمہ اللہ [م۷۶۴ھ] محمد بن علی کے متعلق المحدث بمکة فرماتے ہیں اور یہ کہ وہ سچائی اور معرفت حدیث کے ساتھ اپنے وقت میں مکہ کے محدث تھے۔ سنہ ۲۹۱ھ میں فوت ہوئے[الوافی بالوفیات:۸۰/۴] علامہ ابوالطیب نایف بن صلاح بن علی المنصوری لکھتے ہیں کہ: الصائغ امام سعید بن منصور، یحییٰ بن معین وغیرہ سے حدیث بیان کرتے ہیں، اوران سے امام طبرانی، ابن الاعرابی وغیرہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں: ثقہ ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔ ذہبی فرماتے ہیں: المحدث، الإمام، الثقة ہیں۔ سچائی

فہم اور وسعت روایت کے ساتھ بہت سے محدثین سے حدیث کی سماعت کی [إرشاد القاصی والدانی إلی تراجم شیوخ الطبرانی: ۶۰۰/ طبع دار الکیان الریاض]

اس کے بعد امام طبرانی ہیں۔ اُن کے حالات لکھنے کی ضرورت نہیں، وہ مجمع علیہ محدثِ عظیم ہیں۔

اس سند سے متعلق امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رواہ الطبرانی فی الأوسط ورجالہ وثقوا وفی بعضهم ضعف. [مجمع الزوائد: ۵۱۲/۸] اس کو طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ بتائے گئے ہیں۔ بعض راویوں میں معمولی ضعف ہے۔

تو یہ سند اگر اونچے درجہ کی صحیح نہ کہی جائے تو ’’حسن‘‘ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

(۲)......قیس کی سند اور اس کے رواۃ:

اب قیس کی سند اور راویوں پر بحث کرتے ہیں۔

قیس بن ابی حازم:

یہ ابو عبد اللہ قیس بن ابی حازم بجلی احمسی کوفی ہیں، ان کے والد ابو حازم کا نام حصین بن عوف ہے جو صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ امام ذہبی ان کو الإمام، محدث الکوفة لکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے لیے چلے لیکن راستہ میں تھے کہ نبی کریم ﷺ وفات پا گئے۔ یہ عثمانی تھے یعنی حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی اور ان کی شہادت ہونے پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین حضرت سیدہ عائشہ، طلحہ، زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کے حامی تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ: ۴۹/۱] عشرہ مبشرہ میں سے سوائے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے باقی حضرات سے حدیث نبوی کا سماع کیا ہے۔ بیان بن بشر، اسماعیل بن ابی خالد، امام اعمش، مجالد وغیرہم رحمہم اللہ ان کے شاگرد ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ] ابوداؤد فرماتے ہیں: سند کے اعتبار سے سب تابعین سے عمدہ سند والے ہیں۔ یعقوب بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: قدیم تابعین میں سے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملاقات رہی ہے جب کامل مرد تھے، یہ مضبوط روایت والے ہیں۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ: ثقہ ہیں زہری سے بڑھ کر ثقہ ہیں۔ ان کے شاگرد اسماعیل بن ابی خالد اس کو مضبوطی میں ستون یعنی ثقہ کہہ کر حدیث بیان کرتے۔ [تہذیب التہذیب: ۲۶/۶، ۲۷] امام عجلی فرماتے ہیں: قیس ثقہ ہے۔ [الثقات للعجلی: ۳۹۲/۱] امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ [الثقات: ۳۰۷/۵] امام دارقطنی نے قیس کو اپنی کتاب ”أسماء التابعین ومن بعدهم ممن صحت روایته عن الثقات عندالبخاری“ میں ۸۸۸/ نمبر پر درج کیا ہے جس میں وہ راوی ذکر ہیں جن کی روایت

ثقہ سے منقول ہو تو امام بخاری کے نزدیک روایت صحیح ہوتی ہے۔[۱/۳۰۰] یعنی قیس کی ابی حازم کی روایات ثقہ سے مروی ہوں تو امام بخاری کے نزدیک صحیح ہیں۔ امام ذہبی نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام رکھا: الرواة الثقات المتكلم فيهم بمالا يوجب ردهم. اس میں قیس کا ذکر ۶۷ نمبر پر کیا یعنی قیس ایسے راویوں میں سے ہے جس میں کسی نے کلام کیا تو اس کی جرح مردود ہے، اور فرمایا: قیس ثقہ ہے، امام ہے، قریب تھا کہ صحابی بن جاتا، اور اس کی حدیث تمام دفاتر اسلام میں ہے۔ اس میں امام ذہبی نے یحییٰ بن سعید قطان کا قول ذکر کیا کہ قیس منکر الحدیث ہے، پھر فرمایا: هذا القول مردود یہ قول مردود ہے۔[۱۵۳] الکاشف [۱۳۸/۲] میں فرمایا: محدثین نے قیس کو ثقہ کہا ہے، اور المغنی فی الضعفاء [۵۳۶/۲] میں فرمایا: قیس ثقہ ہے، پہاڑ ہے، ابن معین اور محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا، پھر یحییٰ کا قول ذکر کیا کہ اس کی منکر احادیث ہیں جن میں سے حدیث کلاب حوأب بھی ہے، پھر فرمایا: یہ احادیث ثابت ہیں۔ [یحییٰ نے درست نہیں کہا] سیر اعلام النبلاء [۱۱۲/۵] میں قیس کے ذکر میں ان کو العالم، الثقة، الحافظ فرمایا۔ امام صلاح الدین ابوسعید خلیل دمشقی [م ۷۶۱ھ] اپنی کتاب المختلطین [۹۹/۱] میں ۳۷ نمبر پر قیس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ان اکابر تابعین میں سے ہے جن سے حجت لی جاتی ہے۔

قیس بن ابی حازم پر قاضی طاہر صاحب کے الزامات کی حقیقت:

قاضی طاہر علی صاحب نے زیر بحث حدیث کو مشکوک بلکہ موضوع و مردود قرار دینے کے لیے جہاں اور حربے اختیار کیے ہیں وہاں اِس حدیث کی ایک سند کے مرکزی راوی قیس پر تابڑ توڑ حملے بھی کیے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کی یہ کوشش شیر کی کھال میں ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز ثابت ہوئی اور فن اصول حدیث سے قاضی صاحب کی ناواقفیت اور لاعلمی یا انتہائی درجے کی خیانت وبددیانتی کی قلعی خوب کھل گئی۔

(۱)......قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''قیس اخیر عمر میں سٹھیا گئے تھے۔'' اچھا جی!! مان لیا۔ لیکن اِس بات کا زیر بحث حدیث سے کیا تعلق؟ دراصل قاضی صاحب ''میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھوتھو'' اور اپنے مطلب کی ادھوری اور نامکمل باتیں نقل کر کے اپنے حامیوں سے داد سمیٹنے کے عادی ہیں۔ ورنہ علم و تحقیق کے میدان میں اُن کا قد کاٹھ نہ ہونے کے برابر ہے۔ قاضی صاحب ذرا یہ تو غور فرما لیتے کہ قیس کے سٹھیانے کو بیان کرنے والے اُن کے شاگرد اسماعیل بن ابی خالد ہیں۔ اور زیر بحث حدیث کو قیس سے روایت کرنے والے بھی یہی اسماعیل ہیں۔ تو اسماعیل کا دماغ تو خراب نہیں تھا کہ سٹھیانے کا علم ہونے کے باوجود سٹھیانے کے بعد کے زمانے میں ان سے کوئی حدیث سن کر آگے بیان کر دیں!! ظاہر ہے کہ یہ حدیث سٹھیانے سے قبل حالتِ صحت میں سنی ہے، تب ہی آگے بیان کی ہے۔ لیکن قاضی صاحب کو اہل حق اکابر پر ''صحابہ گستاخی'' کا

الزام لگانے اور خود رائی کے خول سے باہر نکلنے سے فرصت ملے تو وہ زیر بحث مسئلہ کے جملہ پہلوؤں کی طرف توجہ دے سکیں۔

(۲)......نیز قاضی طاہر علی ہاشمی صاحب نے تھذیب التھذیب حوالے سے ذکر کیا ہے کہ بعض محدثین نے قیس کو ضعیف، منکر الحدیث اور ساقط الحدیث قرار دیا ہے، اس بارے میں غور وفکر اور تحقیق کے بعد ہم پر یہ واضح ہوا ہے کہ جس قدر ساقط الحدیث اور مردود الروایت خود قاضی طاہر صاحب ہیں اتنے قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ (قاضی صاحب کی نظر میں بھی) ساقط الحدیث اور مردود الروایت نہیں ہیں، کیوں کہ قاضی صاحب علمی خیانتوں کے پیٹرول سے اپنی تحقیق کی گاڑی دوڑانے اور منکرین حدیث کی طرح یک طرفہ ٹریفک چلانے کے عادی ہیں جبکہ قیس رحمہ اللہ خیانت، کذب، وضع وغیرہ جیسی عادتوں سے محفوظ ہیں۔

اب اصل بات سمجھیں کہ: امام یعقوب بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ: یہ (قیس) متقن الروایت ہے یعنی مضبوط روایت والا ہے۔ یہ امام یعقوب کا اپنا فیصلہ ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ہمارے بعض اصحاب (محدثین) نے اس میں کلام کیا تو بعض نے تو اس کی قدر وعظمت کو اونچا بتایا، اور اس سے منقول حدیث کو سب سے زیادہ صحیح سند والی بتایا۔ (یہ ایک قول ہوا جس کے مؤید خود امام یعقوب ہیں) اور بعض نے ان پر طعن کیا اور فرمایا کہ ان کی منکر روایات ہیں۔ (یہ دوسرا قول ہے جس کے مخالف خود امام یعقوب ہیں) اور جن حضرات نے قیس کو بڑھایا ہے انہوں نے وہ احادیث یہ سمجھ کر لے لی ہیں کہ یہ ان کے نزدیک منکر نہیں ہیں، اور کہا: وہ احادیث (بس) غریب ہیں۔ (یعنی ایسی اخبار واحدہ ہیں جن کو روایت کرنے میں اکیلے ہیں، اور ظاہر ہے کہ خبر واحد غریب مردود نہیں ہوتی تو وہ احادیث کیوں مردود ہوں گی؟) اور بعض نے قیس پر ان کے مذہب کے اعتبار سے طعن کیا ہے اور کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے تھے (شیعان معاویہ وحامیان ام المؤمنین رضی اللہ عنہما میں سے تھے) اور مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی سے افضل کہتے تھے لیکن (حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طنز والی روایت لے کر) قدیم کوفی محدثین میں سے بہت سے حضرات نے اس سے مروی روایت سے پرہیز کیا۔

[تہذیب: ۶/ ۲۷ طبع دار الحدیث قاہرہ]

لیجیے! امام یعقوب بن ابی شیبہ کے بقول بعض محدثین نے قیس پر طعن کیا، لیکن خود امام یعقوب کے نزدیک وہ طعن قابل قبول نہیں ہے، بلکہ مردود ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ: قاضی صاحب اپنے زعم میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں اور اپنے قارئین کو بھی بزور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ زیر بحث حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی پر مبنی

ہے۔ جوام المؤمنین کے مخالفین نے خود سے گھڑ لی ہے۔ جبکہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ اِس روایت کی زیر بحث سند کے بنیادی راوی قیس ہیں جو ''عثمانی'' ہیں۔ یعنی حضرت عثمان سے محبت کرنے والے اور حضرت عائشہ وحضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے خیال کے حامی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے یعنی اُنھیں خطاء پر کہنے والے ہیں۔ تو اگر زیر بحث روایت حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر طعن کا سبب ہوتی تو قیس اسے کیوں بیان کرتے؟

باقی جہاں تک معاملہ ہے قیس کی روایات کو ''منکر'' کہنے کا۔ تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ صرف امام یحییٰ بن سعید القطان کا قول ہے کہ انہوں نے قیس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ کتب اسماء الرجال میں کسی اور محدث کا قول ہمیں نہیں ملا جس میں قیس کو ''منکر الحدیث'' کہا گیا ہو۔ اور یحییٰ قطان نے بھی جو ''منکر الحدیث'' کہا ہے وہ اس معنی میں نہیں جس میں قاضی صاحب ظاہر کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ ''اکیلے'' ہونے کے معنی میں ہے۔ چنانچہ یحییٰ قطان کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: **و مراد القطان بالمنکر الفرد المطلق.** [تھذیب:۲۸/۶] یحییٰ قطان کے منکر کہنے سے مراد فردِ مطلق ہے۔ لیکن قاضی صاحب نے حسب عادت یہاں بھی دانستہ یا نادانستہ خیانت کی ہے اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ ہضم کر گئے ہیں۔

علامہ ابن حجر کے تبصرے کا مفہوم یہ ہے کہ: یحییٰ بن سعید کے قیس کو ''منکر'' کہنے سے مراد یہ ہے کہ قیس کئی روایات میں اکیلے اور ''منفرد'' ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فن اُصولِ حدیث کی رو سے کسی روایت میں ثقہ راوی کا اکیلے ہونا صحتِ حدیث کے لیے بالکل مضر نہیں۔ نہ ہی یہ جرح کی کوئی قسم ہے۔ اور نہ اِس سے راوی پر ضعف کا حکم لگتا ہے۔

پھر قاضی صاحب کے اِس تبصرے کے باوجود زیر بحث حدیثِ کلابِ حوأب تو ویسے بھی ''منکر'' قرار نہیں پاتی۔ کیوں کہ اس کی روایت میں قیس اکیلا نہیں ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

(۳)......قاضی صاحب نے قیس کے ''اخیر عمر میں سٹھیانے'' اور ''منکر الحدیث'' ہونے کے علاوہ اُن پر ''ضعف'' کا الزام بھی لگایا ہے کہ بعض محدثین نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک قاضی صاحب کی یہ بات قیس پر محض بہتان اور الزام تراشی ہے۔ کیونکہ کتب اسماء الرجال میں قیس کے ضعف سے متعلق کسی بھی محدث کا کوئی قول ہمیں نہیں ملا۔ قاضی صاحب نے خوامخواہ یہ قول محدثین کے سر مڑھ دیا ہے۔ اِس پر اگر میں زیادہ تبصرہ کروں شاید بات دُور جا نکلے۔ اور قاضی صاحب کی جلالی طبیعت جوش میں آجائے۔ اِس لیے بس اتنا کہوں گا کہ: قاضی صاحب کی نظر میں قیس کا جو مرتبہ اور پوزیشن ہے، قاضی

صاحب کی اِس حرکت کی وجہ سے قاضی صاحب کا مرتبہ اس سے بھی زیادہ گر گیا ہے۔

ہاں! البتہ اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ قیس پر اور کوئی جرح نہ سہی۔ لیکن ان کو ''منکر الحدیث'' تو کہہ دیا گیا۔ تو کیا اس سے قیس ضعیف نہیں ہوا؟ اور اس پر ضعف کا حکم نہیں لگا؟ اور کیا قیس کی روایات ضعیف شمار نہ ہوں گی؟ تو اِس بارے میں عرض یہ ہے کہ محدثین نے یحییٰ قطان کے قول کے باوجود قیس اور اس کی روایات کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **اجمعوا على الاحتجاج به ومن تكلم فيه فقد آذىٰ نفسهٗ.** [ميزان الاعتدال: ۳۹۳/۳، تهذيب التهذيب: ۲۸/۶] محدثین نے اس کی روایات کو حجت بنانے پر اجماع کیا ہے۔ اور جس نے قیس پر کلام کیا اس نے اپنے آپ کو (خوامخواہ) تکلیف میں ڈالا ہے۔ **حديثهٗ محتج به في كل دواوين الاسلام.** [تذكرة الحفاظ: ۴۹/۱] اس کی حدیث تمام دفاترِ اسلام میں حجت بنائی گئی ہے۔

جب محدثین نے اِس سے حجت لینے پر اجماعِ عملی کر لیا تو قاضی صاحب کی حیثیت اس اجماع کے مقابلہ میں کیا ہے؟ اور وہ کون ہوتے ہیں اس اجماع کے مقابلہ میں کھڑے ہونے والے؟ اس لیے قاضی صاحب سے دست بستہ التماس ہے کہ: اپنے آپ پر رحم کھائیں اور آئندہ اپنی جان کو اِس تکلیف میں نہ ڈالیں۔ اور اپنے قارئین اور ہم لوگوں کو بھی تکلیف نہ دیں۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیس نہ ضعیف ہے، نہ مردود الروایت ہے۔ بلکہ ثقہ ہے۔ اس کی روایات حجت ہیں۔ اور زیرِ بحث حدیث میں تو قیس اکیلا بھی نہیں ہے بلکہ قیس کا متابع امام مسروق موجود ہے۔ اِس لیے حدیث غریب بھی نہیں رہتی۔

پھر قیس سے روایت کرنے والے اسماعیل بن ابی خالد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد:

یہ اسماعیل بن ابی خالد احمسی کوفی ہیں، تهذيب التهذيب میں تقریباً ڈیڑھ صفحے میں ان کا ترجمہ ہے۔ ان کے بارے میں سب محدثین کی توثیق اور تعریف نقل ہے۔ جلیل القدر تابعی ہیں۔ تفصیل سے ان کے متعلق محدثین کی آراء ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، ابن مہدی نسائی، ابن معین، عجلی، ابوحاتم، یعقوب بن ابی شیبہ، ابن حبان، یعقوب بن سفیان وغیرہم سے توثیق نقل ہے۔ کسی نے ضعیف نہیں کہا۔

اسماعیل سے روایت کرنے والے دس راوی ہیں، یعنی: شعبہ، یزید بن ہارون، جریر، عبدہ، ابواسامہ، وکیع، علی بن مسہر، یعلی بن عبید، محمد بن فضیل، یحییٰ بن سعید قطان۔

۱......شعبہ بن الحجاج الحجة، الحافظ، شيخ الاسلام ہیں۔ [تذكرة الحفاظ: ۱۴۴/۱]

۲......یزید بن ہارون الحافظ، القدوۃ، شیخ الاسلام ہیں۔[ایضاً:۱/۲۳۱]

۳......جریر بن عبدالحمید الحافظ، الحجۃ، محدث الری ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ:۱/۱۹۹]

۴......عبدہ بن سلیمان کوفی الامام، الحافظ ہیں۔[ایضاً:۱/۲۲۷]

۵......ابواسامہ حماد بن اسامہ الحافظ، الامام، الحجہ ہیں۔[۱/۲۳۴]

۶......وکیع بن الجراح بن ملیح الامام، الحافظ، الثبت، محدث العراق، أحدالائمۃ الاعلام ہیں۔[۱/۲۲۳،۲۲۴]

۷......علی بن مسہر کوفی الامام، الحافظ، قاضی الموصل ہیں۔[۱/۲۱۲]

۸......یعلی بن عبید طنافسی الحافظ، الثبت ہیں۔[۱/۲۴۴]

۹......محمد بن فضیل ابن غزوان کوفی المحدث، الحافظ ہیں۔[۱/۲۳۰]

۱۰......یحییٰ بن سعید قطان بصری الامام، العلم سیدالحفاظ ہیں۔[۱/۲۱۸]

یہ سارے کبار محدثین میں سے ہیں، طوالت کے خوف سے ہر ایک کا تفصیلی ترجمہ ذکر نہیں کیا۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ حدیث میں ان سب کو درج کیا ہے، ان میں سے کسی ایک پر کوئی معمولی کلام ہوا بھی ہے تو محدثین نے اس کو درست نہیں سمجھا اور ان سب حفاظ حدیث کی حدیثوں کو حجت اور صحیح مانا ہے۔

لیجیے! اِن راویوں تک امام احمد بن حنبل کی ایک سند......اور امام ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد، اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ چار ائمہ محدثین کی سند مکمل ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ قیس کی حدیث کلابِ حوأب والی اِن ائمہ کی سند بالکل صحیح ہے۔

اس کے بعد ضرورت تو نہیں کہ آگے کی تحقیق کی جائے، لیکن اختصار کے ساتھ آگے کی سند پر بھی بحث کر لیتے ہیں۔ امام احمد کی دوسری سند میں امام شعبہ سے روایت کرنے والے محمد بن جعفر ہذی غندر ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں، ثقہ ہیں، کتاب سے حدیث صحیح بیان کرتے ہیں۔ ہاں! ان میں غفلت ہے (حافظہ سے بیان کرنے میں کبھی غلطی لگ جاتی ہے۔)[تقریب] شعبہ سے روایت کرنے میں مضبوط ہیں۔ [تہذیب التہذیب] ظاہر یہی ہے کہ یہ روایت بھی چوں کہ صحیح بیان کی ہے، اس لیے کتاب سے بیان کی ہوگی۔ یہاں تک امام احمد کی دوسری سند مکمل ہوگئی۔ یہ سند بھی اگر (غندر کی غفلت کی وجہ سے گو وہ حارج نہیں ہے) اونچے درجہ کی صحیح نہ مانیں تو حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔

یاد رہے کہ محدثین جن بعض روایات پر ''وضع'' کا حکم لگا کر ان کو ''موضوع'' قرار دیتے ہیں، ان

میں مسند احمد میں موجود امام احمدؒ کی اپنی مرویات میں سے کوئی ایک بھی شامل نہیں۔ اِس لیے محدثین کا یہ کلام امام احمد کی مرویات کے بارے میں بالکل نہیں ہے۔ بلکہ ان کے بیٹے عبداللہ کی ان کے دوسرے مشائخ سے مروی روایات اور ابوبکر قطیعی کی بعض روایات پر ہے۔ اور چونکہ حدیث کلاب حوأب خود امام احمد کی مرویات میں شامل ہے، اس لیے محدثین کے کلام کو اِس روایت پر فٹ کرنا نری سینہ زوری اور تحکم ہے جو کسی طرح بھی درست اور قابل قبول رویہ نہیں ہے۔

امام ابویعلیٰ کی سند میں محمد بن فضیل سے روایت کرنے والے عبدالرحمٰن بن صالح ہیں۔

عبدالرحمٰن بن صالح:

یہ عبدالرحمٰن بن صالح ازدی عتکی ابوصالح کوفی بغدادی ہیں یہ سچے راوی ہیں، البتہ ان میں تشیع ہے۔ [تقریب] امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: یہ ایسا آدمی ہے کہ اس کو آسمان سے گرنا زیادہ پسند ہے آدھے حرف میں بھی جھوٹ بولنے سے۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین، موسیٰ بن ہارون، ابن حبان اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابوحاتم صدوق (سچا) کہتے ہیں۔ ابن عدی فرماتے ہیں: اس کے متعلق حدیث میں ضعیف ہونے کا تذکرہ نہیں ہوا نہ میں حدیث میں اس کو متہم کرتا ہوں۔ ابوقاسم بغوی فرماتے ہیں: میں نے اس کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل آدمی حضرت ابوبکر اور عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔

[تہذیب: ۳۲۲/۴، ۳۲۳]

یہاں تک امام ابویعلیٰ کی سند مکمل ہوئی تو یہ سند بھی اگر عبدالرحمٰن کے تشیع کی وجہ سے (گو وہ صدق کی وجہ سے حارج نہیں) ''صحیح'' نہ مانیں تو بھی ''حسن'' ثابت ہوئی۔

امام ابراہیم بن اسحاق حربی کی سند میں عبدہ بن سلیمان سے روایت کرنے والا ابن نمیر ہے۔

ابن نمیر:

یہ عبداللہ بن نمیر کوفی ہے جو الحافظ، الامام ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ: ۲۳۹/۱] ثقہ، محدث اہل سنت میں سے ہے۔ [تقریب] تو امام ابراہیم بن اسحاق حربی کی سند بھی بالکل صحیح ہوئی، اس میں تو کوئی ایسا راوی بھی نہیں ہے جس پر ذرا سا تشیع کا الزام ہو۔

امام ابن حبان کی سند میں امام وکیع اور علی بن مسہر سے روایت کرنے والے عثمان بن ابی شیبہ ہیں۔

عثمان بن ابی شیبہ:

یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ عبسی کوفی ہیں، ثقہ اور حافظ حدیث مشہور محدث ہیں، البتہ ان کے بعض اوہام ہیں۔ [تقریب] امام ابن معین فرماتے ہیں: ثقہ، قابل اطمینان ہیں۔ ذہبی فرماتے ہیں: اس کی کئی

اکیلی اورغریب روایات ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ:۲۴/۲، ۲۵] عثمان متابع کا محتاج نہیں، وسعت علمی کی وجہ سے۔اس کی اکیلی روایات پرنکیر نہیں کی جاسکتی، بخاری مسلم نے ان پر اعتماد کیا ہے۔[میزان الاعتدال: ۳۷/۳]

عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کرنے والا عمران بن موسیٰ بن مجاشع ہے۔

عمران بن موسیٰ بن مجاشع:

یہ عمران بن موسیٰ بن مجاشع جرجانی محدث جرجان ہے، امام ذہبی الحافظ، الثقہ کہتے ہیں، اور یہ کہ ثقہ مضبوط صاحب تصانیف ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ:۲۳۲/۲] یہاں تک امام ابن حبان کی سند بھی مکمل ہوگئی۔اس سند کے راویوں میں بھی ایسا کوئی عیب نہیں جس سے سند ضعیف ہو، تو ابن حبان کی سند بھی صحیح ہے۔

اب ایک امام حاکم اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ کی سندوں کی بحث باقی رہی۔

امام حاکم کی سند میں یعلی بن عبید سے روایت کرنے والا محمد بن عبدالوہاب عبدی ہے۔

محمد بن عبدالوہاب العبدی:

یہ ابواحمد محمد بن عبدالوہاب العبدی الفراء ہیں، امام ذہبی ان کو محدث نیسابور لکھتے ہیں[تذکرۃ الحفاظ:۱۲۲/۲] اور امام ذہبی اور عبدالحی بن احمد العکر ی حنبلی ان کو الفقیہ الادیب علم کے خزانہ لوگوں میں سے ایک بتاتے ہیں۔[العبر فی خبر من غبر :۳۹۳/۱، شذرات الذہب:۳۰۶/۳] امام عفیف الدین یافعی (م ۷۶۸ھ) بھی ان کو الفقیہ ،الادیب ،الاوحد (بے مثال) علم کے خزانوں میں سے ایک لکھتے ہیں۔[مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان:۱۳۹/۲] علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ثقہ اور عارف ہے۔[تقریب:۱۰۸/۲]

محمد بن عبدالوہاب سے روایت کرنے والا محمد بن یعقوب شیبانی ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الشیبانی:

یہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الشیبانی ہیں۔امام ابومحمد عفیف الدین یافعی رحمہ اللہ ان کو الحافظ لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں محدث نیشاپور ہیں۔مسند کبیر لکھی ہے اور صحیحین پر بھی تصنیف لکھی، اور باوجود حدیث وعلل واسماء رجال میں مہارت کاملہ کے نیشاپور سے سفر نہیں کیا۔[مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان :۲۵۳/۲] امام ابویعلی خلیلی خلیل بن احمد قزوینی [م ۴۴۶ھ] فرماتے ہیں: اخرم سے مشہور ہے، ثقہ اور حافظ ہے۔امام حاکم فرماتے ہیں: میں نے دیانت اور علم میں ان کا مثل نہیں دیکھا۔[الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث:

۸۳۵/۳]امام ذہبی الامــام، الحــافـظ، الحـجة لکھتے ہیں: سنہ ۲۵۰ھ کو پیدا ہوئے، حدیث جمع کی اور خوب محفوظ کی، وسعت علم کے باوجود حدیث کے لیے سفر نہیں کیا۔ اپنے شہر پر اکتفاء کیا۔ حاکم کہتے ہیں: ابن شرقی کے بعد ہمارے شہر کے صدر المحدثین تھے، حفظ کرتے اور سمجھتے ،المستـخرج علی الصحیحین اور المسند الکبیر لکھی۔[سیر اعلام النبلاء: ۴۶۶/۱۵]

امام ابوعبداللہ محمد بن یعقوب سے روایت کرنے والے خود امام حاکم ہیں، چوں کہ امام حاکم بھی قاضی صاحب کے ہاں مجروح ہیں۔ اس لیے ان کے حالات اور ثقاہت لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم:

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الـضبـی الـطهـمـانی نیشاپوری ہیں، امام ذہبی ان کو الـحـافـظ الکبیر، إمام المحدثین سے ذکر کرتے ہیں۔ سنہ ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۴۰۵ھ میں وفات ہوئی۔ تیس سال تک حدیث کا سماع کیا۔ خراسان ، ماوراء النہر وغیرہ شہروں میں گھومے، دو ہزار سے زیادہ محدثین ان کے استاذ ہیں۔ ابوالعباس الاصم، ابوعبداللہ الاخرم، ابوبکر النجاد وغیرہم سے حدیث لی۔ امام بیہقی، دارقطنی ،ابوذر ہروی، ابویعلی خلیلی وغیرہم ان کے شاگرد ہیں۔ امام خلیل بن عبداللہ الحافظ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں، وسیع العلم ہیں۔ [تـذکـرۃ الحفاظ: ۱۶۲/۳، ۱۶۳] اور ذہبی فرماتے ہیں: ثقہ اور حجت ہیں۔ [الـعبر :۲۱۰/۲] امام عبدالغافر بن اسماعیل فرماتے ہیں: اپنے زمانہ کے محدثین کے امام ہیں، حدیث کی اچھی طرح پہچان رکھنے والے ہیں۔[تذکرہ:۱۶۴/۳] امام ابوحازم العبدوی فرماتے ہیں: اپنے زمانہ کے محدثین کے امام تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: یاد رکھنے میں خوب مضبوط ہیں۔[۱۶۵/۳] ابویعلی خلیل فرماتے ہیں: عالم ہیں، عارف ہیں، وسیع علم والے، بہت تصانیف والے ہیں، اس سے بڑھ کر علم میں میں نے نہیں دیکھا۔[الارشـادفـی مـعـرفة علماء الحدیث:۸۵۱/۳] امام مبارک بن احمد ابن المستوفی [م ۶۳۷ھ] فرماتے ہیں: حاکم ثقہ اور حجت تھے۔[تـاریـخ الاربل: ۱۵۷/۲] امام سیوطی الـحـافـظ الکبیـر، إمـام الـمحدثین لکھتے ہیں۔[طبـقـات الحفاظ:۴۱/۱] امام خیر الدین بن محمود بن محمد زرکلی دمشقی [م ۱۳۹۶ھ] فرماتے ہیں: اکابر محدثین و مصنفین میں سے ہیں، صحیح حدیث کی تمیز وعلم سب سے زیادہ رکھتے ہیں۔ [الاعــلام:۲۳۷/۶] امام ابوحاتم فرماتے ہیں: ان کے ثقہ ہونے پر اجماع قائم ہوگیا۔ ہاں! تشیع کی طرف منسوب ہیں۔[فیض القدیر:۳۳/۱]

(جاری ہے۔۔۔) ☆☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط نمبر:۱۱

زبیر علی زئی:

دوسری طرف ایک آدمی نے دیوبندیوں کے ''سید الطائفہ'' [۳۵۶] حاجی امداد اللہ [۳۵۷] صاحب سے ان کے کسی مضمون کے بارے میں پوچھا:

''اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک [۳۵۸] ہے۔'' تو حاجی امداد اللہ نے جواب دیا: کوئی شک نہیں کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔'' [شمائم امدادیہ: ۳۴]

رب نواز دیوبندی اور تمام آلِ دیوبند سے سوال ہے کہ کیا کسی ثقہ بالاجماع یا ثقہ وصدوق [۳۵۹] عند الجمہور اہلِ حدیث عالم نے بھی اپنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ''عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔'' ؟ حوالہ [۳۶۰] پیش کریں! [۲۴/جولائی ۲۰۱۱ء]

مزید: رب نواز دیوبندی [۳۶۱] نے ماہنامہ ''صفدر'' گجرات (عدد:۶) میں صوفی ابن [۳۶۲] عربی [الحلولی [۳۶۳] الاتحادی] کے بارے میں بعض اہلِ حدیث و بعض غیر اہلِ حدیث [۳۶۴] علماء کے چند تعریفی اقوال لکھے ہیں جو اس بات پر محمول ہیں کہ انہیں ابنِ عربی کے عقائد کا صحیح [۳۶۵] علم ہی نہ تھا، یا وہ اس شخص کے باطل عقائد کو اس سے ثابت ہی نہیں سمجھتے تھے، یا [۳۶۶] پھر وہ تاویلات باطلہ کی عینک سے ان عقائدِ باطلہ میں تاویل کرتے تھے۔ [۳۶۷] دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹۴ ص ۲۳_۲۴

الجواب:

۳۵٦

یہ تو بقول علی زئی دیوبندیوں کے ''سید الطائفہ'' ہوئے۔ اب وہ شخصیت بھی ملاحظہ فرمائیں جسے غیر مقلدین اپنا ''سید الطائفہ'' کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کی کتاب ''الحیات بعد الممات'' میں مسئلہ تقلید کے موضوع پہ گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

''شیخ [میاں نذیر حسین دہلوی (ناقل)] کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ جلد ثانی:۱۸۳، مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے... اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے، نہ زندہ کی نہ مردہ کی۔'' [الحیات بعد الممات:۱۶۲]

ہمیں بتایا جائے کہ وحدۃ الوجود کا پرچار کرنے میں زیادہ خدمات ان کی ہیں جنہیں علی زئی صاحب نے دیوبندیوں کا ''سید الطائفہ'' کہا یا ان کی جنہیں غیر مقلدین اپنا ''سید الطائفہ'' کہتے ہیں؟

۳۵۷

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد، حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حاجی موصوف کا مولد ومنشا مغربی، یوپی، ضلع مظفر نگر کا مشہور قصبہ ''تھانہ بھون'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بھی ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں تھانہ بھون اور اطراف کے علاقوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علَم بلند کیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے جب شورش ناکام ہوگئی اور انگریزوں کے قدم پھر جم گئے تو باغیوں کی داروگیر شروع ہوئی، حاجی صاحب کی گرفتاری کی بھی پولیس نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی، وہ چُھپ کر پنجاب اور سندھ کے راستے سے کراچی چلے گئے، اور وہاں سے جہاز پر سوار ہوکر مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔''

[اہل حدیث اور سیاست:۳۵۸ بحوالہ المہند الدیوبندی:۳۸ طبع دوم]

۳۵۸

اس عبارت کا صحیح مطلب تو کتاب میں سیاق وسباق دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ بندہ کے پاس شمائم امدادیہ کتاب نہیں ہے۔

علی زئی صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''اگر مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کے رسالے کی مذکورہ عبارت صحیح طور پر اور بغیر تحریف کے منقول ہے تو دیوبندی اعتراض کے چار جوابات ہیں۔'' [علمی مقالات:۳۶۰/۵]

علی زئی صاحب کی اس عبارت کے پیش نظر ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کے رسالے کی مذکورہ عبارت صحیح طور پر اور بغیر تحریف کے منقول ہے تو غیر مقلدانہ اعتراض کے چار جوابات ہیں۔

غیر مقلد کے اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ حاجی صاحب کے نزدیک عابد ومعبود میں فرق نہیں کرنا چاہیے۔

۱)......عرض ہے کہ لغت میں فرق کرنے کے جو معانی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی یہ ہے:

''صورت بدل دینا۔'' [فیروز اللغات:۹۸۶]

اگر کوئی شخص صورت بدل دے مثلاً عابد کو معبود کہنے لگ جائے۔(معاذ اللہ) تو اس طرح کے فرق کرنے کو شرک کہنا درست ہے۔

۲)......فرق کرنے کا دوسرا معنی لغت میں لکھا ہے:

''جُدا کرنا۔''[فیروز اللغات:۹۸۶]

یعنی عابد کا معبود سے تعلق ہے اس تعلق کو ختم کرنا جُدائی ہے۔مطلب یہ ہے کہ معبود سے اس طرح کی جُدائی نہیں کہ عابد اپنے معبود سے بے تعلق ہو جائے اور کسی دوسرے سے عبدیت کا تعلق جوڑ لے۔

۳)......قرآن میں ہے:لانفرق بين احدمنهم [سورۃ بقرہ آیت:۱۳۶] ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے''[ترجمہ محمد جوناگڑھی غیر مقلد]

صلاح الدین یوسف غیر مقلد اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کسی ایک کتاب یا نبی کو ماننا،کسی کو نہ ماننا یہ انبیاء کے درمیان تفریق[فرق کرنا(ناقل)]ہے۔''
[تفسیری حواشی:۵۴]

غیر مقلدین کی اس تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ فرق کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ متعدد افراد میں سے کسی کو ماننا اور کسی کا انکار کر دینا۔لہٰذا حاجی صاحب کی عبارت عابد و معبود میں فرق نہیں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ ایسا فرق نہیں کہ عابد و معبود میں سے کسی کا انکار ہو اور کسی کا اقرار بلکہ عابد و معبود دونوں کو ان کی شان کے مطابق ماننا چاہیے یعنی عابد کو عابد اور معبود کو معبود تسلیم کیا جائے۔یاد رہے کہ عابدین میں انبیاء بھی شامل ہیں بلکہ فرشتے بھی عابد ہیں بل عباد مكرمون۔

۴)......آگے حاشیہ:۳۶۳رمیں علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت مذکور ہے جس میں ابنِ عربی کے بارے میں یہ بھی لکھا گیا کہ:

''وہ ظاہر اور مظاہر(خالق اور مخلوق)میں فرق کرتا ہے،اس لیے امر و نہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا(اور واجب العمل گردانتا)ہے۔''[الاعتصام:اشاعتِ خاص،بیاد بھوجیانی:۳۱۴]

قوسین میں''خالق و مخلوق''...''اور واجب العمل گردانتا''کے الفاظ الاعتصام ہی کے ہیں۔

اس عبارت میں یہ کہا گیا ہے کہ ابنِ عربی امر و نہی اور شریعت کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور ان کا شریعت کو واجب العمل سمجھنا دلیل ہے کہ وہ خالق و مخلوق کو ایک قرار نہیں دیتے۔جب بات یونہی ہے تو عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب بھی امر و نہی پر عمل کرتے اور شریعت کو واجب العمل سمجھتے تھے،اس پر ان کی کتابیں اور ملفوظات گواہ ہیں۔لہٰذا غیر مقلدین کو اپنا یہ پسندیدہ جواب قبول کر کے مان لینا چاہیے کہ حاجی

صاحب عابد و معبود کو ایک قرار نہیں دیتے۔

بندہ نے یہ اُصولی جواب یہاں اس لیے درج کیا ایک تو یہ اصول غیر مقلد کی نقل کے مطابق علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے جو ابنِ عربی کے اشد مخالف ہیں نیز وہ غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس اصول کو غیر مقلدین نے اپنے رسالہ الاعتصام میں ابن عربی کے دفاع میں ذکر کیا ہے۔ اگر اس سے ابن عربی کا دفاع ہو سکتا ہے تو حاجی صاحب کا دفاع کیوں نہیں ہوگا؟

یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ معترض علی زئی غیر مقلد ہے اور غیر مقلدین کے عقائد کے باطل ہونے پر خود غیر مقلد علماء کو اعتراف ہے، حوالے اسی کتاب میں آئندہ ذکر کروں گا، ان شاء اللہ۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا حوالہ پیچھے ایک مقام پر درج ہو چکا کہ ''اہلِ حدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے، اللہ کے بارے میں عقیدہ صحیح نہیں ہے''۔

[خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۷]

نیز حاشیہ: ۳۶۰ ربھی ملاحظہ فرما لیا جائے۔

جن کے اپنے عقیدے صحیح نہیں انہیں شوق ہوا ہے دوسروں پر اعتراض کرنے کا۔

۳۵۹

علی زئی صاحب نے وحدۃ الوجود کو کفریہ عقیدہ کہا۔ بندہ نے غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کر کے فتویٰ طلب کیا کہ اگر آپ کے نزدیک وحدۃ الوجود کفریہ عقیدہ ہے تو اپنے ان غیر مقلدین کو کفریہ عقیدہ کا حامل کہو۔ کسی کے خلاف فتویٰ طلب کرنے کے لیے اسے ''ثقہ وصدوق'' ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ وحدۃ الوجود کے قائل غیر مقلد ثقہ ہوں یا ضعیف آپ ان پر فتویٰ لگا دیتے۔

بات چلی نکلی ہے تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زبانی ملاحظہ فرما لیا جائے کہ غیر مقلد شخص جرح وتعدیل کی رُو سے کیا مقام رکھتا ہے۔ مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ، علامہ ابنِ تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''نہ تو سب پر تقلید واجب ہے اور نہ سب پر اجتہاد واجب ہے۔ بلکہ جو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے اس پر اجتہاد واجب ہے اور جو اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتا اس پر تقلید واجب ہے۔ اور اگر نہ اجتہاد کی اہلیت ہے اور نہ تقلید کرتا ہے تو وہ متبع ہویٰ ہے اور نفس پرست ہے۔ وعاملا بغير اجتهاد وتقليد فاعلا للمحرم بغير عذر شرعي فهذا منكر۔ [فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۲۲۰] بلکہ آگے فرماتے ہیں: هذا مذموم بخروجه خارج عن العدالة۔ [۲۲/۲۲۱] کہ غیر مقلد ساقط العدالت ہے جس کی نہ شہادت قبول نہ روایت۔''

[تجلیات صفدر: ۴/۲۴۸]

۳٦۰

کسی کے وحدۃ الوجودی ہونے کے لیے بعینہ ان الفاظ کا اس سے ثبوت ہو، یہ کوئی ضروری نہیں۔ نام نہاد اہل حدیث کے بقول کسی کو وحدۃ الوجودی قرار دینے کے لیے کئی علامات ہیں، بندہ نے غیر مقلدین کی زبانی بیس علامات تحریر کر کے ان کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا ہے۔ دیکھئے مجلّہ صفدر شمارہ: ۱۵،۱۲، ۲۰۱۲ء

اور بہت سے غیر مقلدین نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وحدۃ الوجود اپنی ہر تعبیر کے ساتھ کے کفر ہے جیسا کہ حاشیہ: ۳۵۵ رمیں گذر چکا ہے۔ لہٰذا غیر مقلدین نے وحدۃ الوجود کو جس تعبیر کے ساتھ بھی اختیار کیا ہو وہ ان کے اپنے علماء کی فتاویٰ کی رُو سے کفریہ عقیدہ ہے۔ اس لیے علی زئی صاحب کی طرف سے خاص الفاظ کا مطالبہ بے جا ہے۔

ویسے درج ذیل عبارات پہ نظر کر لی جائے۔

عبداللہ روپڑی صاحب خدائی عاشق کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہر شی سے اس کو خدا نظر آتا ہے۔'' [فتاویٰ اہل حدیث: ۱۵۴/۱]

وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے۔'' [رفع العجاجہ: ۵۰۷/۱]

داؤد راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خارج میں سوائے اللہ کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے۔'' [شرح بخاری: ۲۳۳/۵]

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے وحدۃ الوجود کے اثبات میں شیخ ابن عربی کی درج ذیل رباعی پیش کی ہے ؎

لاآدم فی الکون ولا إبلیس لاملك سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارة وأنت المعنی یامن ھو للقلوب مقناطیس

[فتاویٰ ثنائیہ ۱۴۹/۱]

اس عبارت میں کہا گیا ہے کہ مخلوقات عبارت ہے اور اللہ اس کا معنیٰ ہے۔

۳٦۱

زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ جواب وہی معتبر ہوگا جس میں پورا متن نقل کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے۔ [توضیح الاحکام: ۳۴۳/۱]

مگر بندہ کے سارے مضمون کو پورا نقل کرنا تو کجا مضمون کی آٹھ قسطوں میں مجلّہ صفدر شمارہ: ٦ میں

شائع شدہ دوسری قسط کو بھی نقل نہیں کیا۔ اور نہ ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا مثلاً اس قسط میں ابن عربی کے بارے میں درج ذیل غیر مقلدین کی عبارتیں نقل کیں جن میں انہیں تارکِ تقلید قرار دیا گیا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی۔[الحیات بعد الممات:۱۶۲]

کرم الجلیلی۔[صحیفہ اہل حدیث، ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۳]

وحید الزمان۔[ہدیۃ المہدی: ۱/۱۵، تیسیر الباری: ۴/۳۲۶]

شاغف بہاری نے کہا: ''ترکِ تقلید صوفیاء کا مسلّمہ اصول ہے۔''[مقالاتِ شاغف: ۲۶۵]

علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کو تارکِ تقلید قرار دینے والے غیر مقلدین کے مذکورہ علماء کی عبارات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

۳۶۲

علی زئی صاحب نے ابن عربی کو ''صوفی'' کہا ہے۔ اوپر حاشیہ: ۳۶۱/ میں شاغف صاحب کی عبارت گزر چکی ہے کہ صوفیاء تارکِ تقلید ہیں۔

۳۶۳

علی زئی صاحب ابنِ عربی کو ''حلولی اور اتحادی'' قرار دے رہے ہیں جب کہ امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب ابن عربی کے اتحادی ہونے کی نفی کرتے ہیں اور آخر میں کہتے ہیں:

''ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''[تیسیر الباری: ۴/۴۶۶ تاج کمپنی]

ابنِ عربی کے بڑے مخالفین میں ایک نام علامہ ابن تیمیہ کا ہے مگر غیر مقلد کی نقل کے مطابق انہوں نے ابنِ عربی کو اتحادی قرار دینے کے باوجود خالق ومخلوق میں فرق کرنے والا تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ ابنِ تیمیہ ''مجموعۃ الرسائل والمسائل''[۱/۱۷۶] میں لکھتے ہیں:

''ابنِ عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے، چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر ونہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔''

[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۳۱۴]

یہاں یہ بھی بتلایا جائے اگر علی زئی صاحب کے نزدیک ابنِ عربی حلولی اور اتحادی ہیں تو ان کے عقیدہ کو درست قرار دینے والے، انہیں خاتم الولایۃ المحمدیہ کہنے والے، انہیں اصول وفروع میں اہلِ حدیث

قرار دینے والے، ان کے عقائد کا دفاع کرنے والے اور ان کی عظمت کا سکّہ منوانے کے لیے محفلِ مناظرہ سجانے والے آلِ غیر مقلدیت حلولی اور اتحادی کیوں نہیں؟

۳٦٤

مجلّہ صفدر شمارہ: ٦ر میں ابن عربی کی مدح سرائی کرنے والے درج ذیل افراد کے حوالے دیئے تھے۔

میاں نذیر حسین دہلوی۔[تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴٦، معیار الحق:۱۸۹]

فضل حسین بہاری۔[الحیات بعد الممات:۲۲۴]

ثناء اللہ امرتسری۔[فتاویٰ ثنائیہ:۱/۳۴۳]

وحید الزمان۔[ہدیۃ المہدی:۱/۵۱]

نواب صدیق حسن۔[التاج المکلل:٦۱۷]

فیاض علی۔[اہل حدیث اور سیاست:۲۰۷]

عبدالسلام مبارک پوری۔[سیرۃ البخاری:۳۰۹]

داؤد غزنوی۔[سوانح مولانا داود غزنوی:۸۸]

علی زئی صاحب کہتے ہیں:

''بعض اہلِ حدیث وبعض غیر اہلِ حدیث علماء کے چند تعریفی اقوال لکھے ہیں۔''

مجھے بتایا جائے ان مذکورہ اشخاص میں سے کون ہے جو غیر مقلدین کی اصطلاح والا اہلِ حدیث نہیں؟ ان میں سے کسی کی نشاندہی کریں بندہ اس کی غیر مقلدیت پر غیر مقلدین کی گواہیاں پیش کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

۳٦٥

علی زئی صاحب ابن عربی کے معتقد غیر مقلد علماء کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''انہیں ابنِ عربی کے عقائد کا صحیح علم ہی نہ تھا۔''

علی زئی صاحب کی طرف سے پیش کردہ یہ عذر سامنے رہے اور ذیل کی وہ عبارات بھی پڑھیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان غیر مقلدین نے ابنِ عربی کی کتابوں: فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ وغیرہ کا مطالعہ کیا ہوا تھا اور غیر مقلدین عموماً انہی دو کتابوں ''فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ'' سے ابنِ عربی کے عقائد کو نقل کیا کرتے ہیں۔ علی زئی صاحب نے بھی انہی دو کتابوں کے حوالوں سے ان کے وحدۃ الوجودی ہونے کو باور

کرایا ہے جیسا کہ آگے متن میں آئے گا۔

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے ابن عربی کے مخالف سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا:

''فتوحات مکیہ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔''

[تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴۶]

نیز میاں صاحب نے بزعمِ خود تقلید کی مذمت میں ابنِ عربی کی کتاب فتوحات مکیہ کی عبارت پیش کی۔جیسا کہ اوپر حاشیہ:۳۵۶/۶ میں ''الحیات بعد الممات:۱۶۲'' کے حوالہ سے مذکور ہوا۔

فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خاتم الولایة المحمدیه شیخ اکبر فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں....'' [الحیات بعد الممات:۱۲۴]

بہاری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں فتوحاتِ مکیہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے۔'' [الحیات بعد الممات:۱۳۱ٖ]

مزید دیکھئے، الحیات بعد الممات:۳۰۲

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابنِ عربی صاحبِ فتوحات مکیہ نے ابن حزم کی تعریف کی ہے۔''

[التاج المکلل:۹۰]

نواب صاحب قوم کو استخارہ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صورت اس استخارہ کی جس طرح کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات میں لکھی ہے یہ ہے کہ...'' [کتاب التعویذات:۱۶۶]

مزید دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ ۱۶۴۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابنِ عربی، شیخ الشیوخ کے لقب سے مشہور ہیں، تصوف وغیرہ میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، تصوف میں ان کی ایک کتاب ''المعارف'' ہے اس میں لکھتے ہیں...'' [توحید الرحمٰن:۵۵]

ثناء اللہ امرتسری صاحب ابنِ عربی کا دفاع کرتے ہوئے ہیں:

''شیخ موصوف نے ''فتوحات'' میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔''

[فتاویٰ ثنائیہ:۲۳۴/۱]

بلکہ انہوں نے عقیدہ وحدۃ الوجود کے اثبات میں ابن عربی کی رباعی کو پیش کیا ہے جیسا کہ حاشیہ: ۳۶۰ رمیں گزر چکا ہے۔

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں۔'' [واضح البیان:۴۲۱]

میر صاحب نے فتوحات کا حوالہ بھی دیا ہے، دیکھئے تاریخ اہلِ حدیث: ۱۴۳۔

وحید الزمان صاحب نے ابنِ عربی کی عبارت نقل کر کے اس کا دفاع کیا ہے۔

بلکہ یوں بھی لکھا:

ترجمہ: ''اگر یہ لوگ فتوحات مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بلاشبہ شیخ (ابنِ عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہلِ حدیث ہیں۔'' [ہدیۃ المہدی: ۱/۵۱]

وحید الزمان صاحب دوسری جگہ ابن عربی پر اتحادی ہونے کے الزام کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ کے ان کے قلم سے نکلے ہیں...''

[تیسیر الباری: ۴/۳۲۶]

عبد السلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد بزعمِ خود اہل الرائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ امام آخر الزمان کے دشمن یہی لوگ ہوں گے۔'' [سیرۃ البخاری: ۳۰۹]

ان مذکورہ حوالہ جات ثابت ہوتا ہے کہ ابنِ عربی کی مدح سرائی کرنے والے غیر مقلدین نے ان کی کتابوں کو پڑھ رکھا ہے، لہٰذا علی زئی کی طرف سے یہ جواب باطل ہے کہ انہیں ان کے عقائد کا علم نہ تھا۔

شوکانی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میں نے چالیس سال تک شیخ (ابنِ عربی) کی تکفیر کی۔ آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۲۳۴]

کیا خیال ہے شوکانی کو بھی ابنِ عربی کے عقائد کا علم نہ تھا؟

۳٦٦

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ ابنِ عربی کی عقیدت کا دم بھرنے والے غیر مقلدین اس کے ''باطل عقائد کو اس سے ثابت ہی نہیں سمجھتے تھے۔'' عرض ہے کہ ابنِ عربی کے معتقد غیر مقلد علماء کو اعتراف ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کے باوجود انہوں نے ان کی مدح سرائی کی، دفاع کیا، ان کی عظمت منوانے

کے لیے مناظرہ کیا، ان کے مخالفین کو غلطی کا مرتکب بتایا وغیرہ۔ جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں متعدد مقامات پر باحوالہ مذکور ہے۔

نیز علی زئی صاحب ابن عربی کے جن عقائد کو کفریہ کہتے ہیں، علی زئی صاحب انہیں ان سے ثابت بھی مانتے ہیں تو علی سبیل التنزل ہمارا سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کو کیا ہوا کہ وہ ثابت شدہ حقائق کا انکار کرتے رہے؟

۳٦٧

علی زئی کی عبارت ''وہ تاویلات باطلہ کی عینک سے ان عقائدِ باطلہ میں تاویل کرتے تھے۔'' سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے پاس تاویلاتِ باطلہ کی عینک موجود ہے۔ اگر علی زئی صاحب کی یہ بات درست ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عینک غیر مقلدین کو مبارک ہو۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ باطل عقائد کو باطل تاویلوں کے سہارے غیر مقلد علماء قبول کرتے ہیں یہ چیز بھی غیر مقلدین کے مقدّر میں آئی، وہ اپنے مقدر پہ نازاں ہوں یا نادم، یہ ان کی مرضی ہے۔ البتہ ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱)......جو غیر مقلدین باطل عقائد کو باطل تاویلوں کے سہارے سے قبول کرتے ہیں وہ آپ کے نزدیک اہلِ باطل ہیں یا اہلِ حق؟

۲)......جب علی زئی صاحب کو اعتراف ہے کہ ان کے غیر مقلدین باطل عقائد کو باطل تاویلوں سے قبول کیے ہوئے ہیں تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ اپنے ان بزرگوں سے براءت کا اعلان کرتے مگر اعلانِ براءت کی بجائے بزعمِ خود دفاع کرتے ہیں۔ اظہارِ براءت کی بجائے اُن کا دفاع کیوں کیا؟

۳)......علی زئی صاحب اپنے غیر مقلدین کو باطل تاویل کے ذریعہ باطل عقائد قبول کرنے والا قرار دے رہے ہیں۔ یہ اپنے علماء کا دفاع ہے یا انہیں رسوائی کی دلدل میں دھکیلنے کی جسارت؟ (جاری۔)

☆......☆......☆......☆

تصحیح عبارت......قارئین توجہ فرمائیں!

گذشتہ شمارے (ستمبر ۲۰۱٦ء) کے صفحہ نمبر ۸؍سطر نمبر ۱۴؍ کی عبارت کو یوں پڑھا جائے:

''اور ہم کوئی مماتی وغیر مقلد نہیں کہ ذکر اللہ کی بعض جائز صورتوں کی مخالفت پر بھی کمر کس لیں۔''

[از: خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری]

مولانا احسن خدامی

مکتبہ جبریل

[ایک ڈیجیٹل کتب خانہ]

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم! أما بعد......!

جدید دنیا کی سائنسی ترقی نے بہت سے شعبوں اور چیزوں میں انسانوں کے لیے سہولیات پیدا کی ہیں۔ ان سہولیات، آسائشوں اور آسانیوں سے جہاں ایک طرف نوع بنی آدم کی ایک بڑی تعداد خالقِ حقیقی سے غافل ہو کر دنیائے فانی کو جنت بنانے کی کوشش میں جہنم کی طرف سرپٹ بھاگ رہی ہے، وہیں چند سعادت مند انسان ایسے بھی ہیں جو اس فانی دنیا کی چکا چوند سے متاثر ہوئے بغیر اللہ جل شانہ کی یاد، اس کی عبادت اور اس کے دین کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں اور جدید دنیا کی ہزاروں آسائشوں، سہولیات اور رنگینیوں میں سے بھی اپنے مالک حقیقی کی رضا اور اس کے دین کی خدمت کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں، مکتبہ جبریل ایسے ہی چند نوجوان علماء کی فکر اور تڑپ کا نتیجہ ہے جو اسلامی کتب کے مطبوعہ ذخائر کو ڈیجیٹل نسخوں میں ڈھالنے اور ایسے پروگرامز اور سوفٹ وئیرز ترتیب دینے میں مشغول ہیں جن سے مسائل، حوالہ جات اور مواد کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ آسانی پیدا کی جاسکے۔ ماشاءاللہ اِن حضرات نے وسائل کی عدم دستیابی، افرادی قوت کی عدم موجودگی اور کسی بڑے ادارے کی عدم سرپرستی کے باوجود جہدِ مسلسل اور محنت وہمت سے کام لیتے ہوئے کمپیوٹر اور اینڈرائڈ موبائلوں کے لیے بہت سے مفید سوفٹ وئیرز پر کام کیا ہے۔ ان سوفٹ وئیرز کا تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

مکتبہ جبریل (موبائل):

اینڈرائیڈ موبائلز کے لیے ترتیب دیا گیا ''مکتبہ جبریل'' ان احباب کا اپنا بنایا ہوا ایک سوفٹ وئیر ہے جس میں تین ہزار کے قریب اُردو کتب ہیں جو تقریباً سب کی سب اکابر علماء دیوبند کی تصنیفات ہیں۔ ان کتب میں سے بعض کتب عکسی صورت میں دستیاب ہیں جن پر صرف کتاب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، جبکہ بہت سی کتب ''یونیکوڈ'' یعنی ٹائپ شدہ مواد پر مشتمل ہیں جن سے مطالعے کے علاوہ مواد کو کاپی پیسٹ اور نقل بھی کیا جاسکتا ہے۔ کسی بھی کتاب کی فہرست کھول کر اس کے کسی عنوان کو پریس کیا جائے تو فوراً کتاب سے وہی صفحہ کھل جاتا ہے، جبکہ کتاب کا صفحہ نمبر لکھ کر کوئی صفحہ کھولنے، اور موبائل کی سکرین سے ایک ایک کر کے ورق

الٹنے کی سہولت بھی موجود ہے۔اس ڈیجیٹل کتب خانے کا حجم تقریباً پینسٹھ (۶۵) جی بی ہے اور اس کے لیے آپ کے پاس کم از کم اتنے حجم کا میموری کارڈ اور اس کو چلا سکنے والا موبائل ہونا ضروری ہے۔ بندہ کے زیرِ استعمال اس سوفٹ وئیر کا پہلا ایڈیشن ہے، جبکہ اس کا دوسرا ایڈیشن تیاری کے مراحل میں ہے جو ان شاء اللہ مزید مفید اور جامع ہوگا۔اس مکتبہ میں مندرجہ ذیل عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

ا:......قرآن کریم: اس عنوان کے تحت تراجم، تفاسیر، علوم وفضائل اور قرآنی نسخوں کے چار ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں، تفاسیر کے ذیل میں تقریباً ساٹھ کے قریب تفاسیر ہیں جن میں سے بیشتر تفاسیر کئی جلدوں کی ضخامت پر مشتمل ہیں۔تراجم کے عنوان کے تحت تقریباً ۳۵ رتراجم ہیں جن میں اردو کے علاوہ سندھی، بنگالی اور انگریزی تراجم بھی شامل ہیں۔علوم وفضائل کے ذیل میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی ''علوم القرآن'' حضرت سیوہاروی رحمہ اللہ کی ''قصص القرآن'' اور ''آیاتِ متعارضہ اور ان کا حل'' جیسی کچھ کتب رکھی گئی ہیں۔جبکہ ''قرآنی نسخے'' کے عنوان کے ذیل میں پندرہ، سولہ اور اٹھارہ سطری مصاحف کے مختلف نسخے رکھے گئے ہیں، جن میں سے آپ اپنی پسند کے نسخے سے تلاوت کر سکتے ہیں۔

۲:......حدیث شریف: کے عنوان کے تحت بیس کے قریب کتب ہیں جن میں آثار الحدیث، ترجمان السنۃ، جامع احادیث الاحکام، معارف الحدیث، درسِ حدیث، کنز العمال اردو، کشف الباری، منتخب ایک ہزار احادیث، حجیت حدیث اور شوقِ حدیث جیسی کتب شامل ہیں، یاد رہے کہ صحاح ستہ سمیت بہت سی کتبِ حدیث اور ان کی شروحات ''درسِ نظامی'' کے عنوان کے تحت الگ جگہ پر موجود ہیں۔

۳:......فتاویٰ: اس عنوان کے تحت تقریباً چالیس کتابیں رکھی گئی ہیں جن میں سے تقریباً ہر کتاب دسیوں جلدوں پر مشتمل ہے، ان کتب میں فتاویٰ دار العلوم دیوبند، فتاوی بینات، احسن الفتاویٰ، امداد الاحکام، خیر الفتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری اردو، فتاویٰ عثمانی، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ مفتی محمود، کفایت المفتی اور آپ کے مسائل اور ان کا حل بھی شامل ہیں۔

۴:......فقہ اور اصولِ فقہ: اس عنوان کے تحت تقریباً ایک سو کتابیں رکھی گئی ہیں جن میں قاموس الفقہ، اسلام اور جدید معاشی مسائل، فقہی مقالات، مسائل رفعت قاسمی، اسلامی بینکنگ سے متعلق بہت سی کتب، بوادر النوادر، بہشتی زیور، اسلام اور موسیقی، اسلام اور سیاسی نظریات، اور نماز، قربانی، حج وعمرہ، رمضان وغیرہ کے مسائل پر مشتمل کتب کا ایک وقیع ذخیرہ شامل ہے۔

۵:......سیرت: اس عنوان کے تحت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ، سیرتِ انبیاء اور سیرتِ اکابر کے ذیلی عنوانات دیئے گئے ہیں جن میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ۲۱، سیرتِ صحابہ کے تحت پانچ، سیرت اکابر کے تحت تقریباً تیس، اور سیرت انبیاء کے تحت دو کتب شامل ہیں۔ان میں سیرت

النبی ابن ہشام اردو، دلائل النبوۃ، خصائص کبریٰ، سیرتِ مصطفیٰ، اسوۂ رسول اکرم، رحماء بینہم، المرتضیٰ، حیاۃ الصحابہ، سیر الصحابہ، آپ بیتی، وقائع سید احمد شہید، حیاتِ نفیس، ارواح ثلاثہ، بیس علمائے حق، کمالاتِ اشرفیہ، نقوشِ رفتگان جیسی کتب شامل ہیں۔

۶:......درسِ نظامی: اس عنوان کے تحت وفاق المدارس کے درجات کے مطابق درجہ بندی کر کے ہر درجے کی کتب کے متون اور شروحات کے ایگ الگ ابواب قائم کیے گئے ہیں، جن میں ہر کتاب کے متعدد نسخے اور ہر کتاب کی بہت سی شروحات شامل ہیں، مثلاً شرح جامی، کافیہ اور اصول الشاشی میں سے ہر ایک کتاب کی کم وبیش دس شروحات اس میں موجود ہیں۔ مدارسِ عربیہ کے مدرسین کرام کے لیے کتب وشروحات کا یہ خزانہ کسی نعمتِ عظیمہ سے کم نہیں ہے۔

۷:......عقائد وعلم کلام: اس عنوان کے تحت عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، الصارم المسلول، براہین قاطعہ جیسی کچھ کتب شامل ہیں، بندہ کے خیال میں ''گروہ اور افراد'' کے عنوان کے تحت رد فرق باطلہ پر مشتمل کتب کو بھی عقائد کے ذیل میں ہونا چاہئے تھا، نیز عقائد کے موضوع پر بہت سی کتب کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے اور اس عنوان کے تحت کتب جمع کرنے پر مزید محنت کی ضرورت ہے۔

۸:......اصلاحی کتب: اس عنوان کے تحت اخلاق وآداب، تصوف وطریقت، خطبات ومواعظ، حقوق العباد، فضائل وتبلیغ اور زہد وتقویٰ کے عناوین قائم کیے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک عنوان کے تحت بہت سی کتب شامل ہیں، ان میں سے صرف خطبات ومواعظ کے عنوان کے تحت ۵۲/کتب ہیں جن میں سے تقریباً چالیس کتب متعدد جلدوں پر مشتمل ہیں، ان میں اصلاحی خطبات، اصلاحی مواعظ، خطبات علی میاں، خطباتِ حکیم الاسلام، خطبات حکیم الامت، مواعظ درد محبت، ندائے منبر ومحراب اور خطبات الرشید جیسی قیمتی کتب بھی شامل ہیں۔ نیز اخلاق وآداب کے عنوان میں ساٹھ اور تصوف وطریقت میں بیس کتابیں شامل ہیں۔

۹:......تاریخ، جغرافیہ، ممالک: اس عنوان کے تحت تاریخ اسلام، تاریخ ابن خلدون، تاریخ ابن کثیر، تاریخ دعوت وعزیمت، تاریخ طبری اور طبقات ابن سعد وغیرہ رکھی ہوئی ہیں جبکہ سفرناموں کے نام سے ایک ذیلی عنوان ہے جس میں تین چار سفرنامے موجود ہیں۔

۱۰:......دعائیں، وظائف، عملیات: اس عنوان کے تحت مناجاتِ مقبول، حصن حصین جیسی کتب رکھی گئی ہیں جبکہ مزید کتب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

۱۱:......گروہ اور افراد۔ اس عنوان کے تحت فرقِ باطلہ کی تردید پر مشتمل کتب رکھی گئی ہیں اور اس میں غامدیت، قادیانیت، شیعیت، غیر مقلدیت، مماتیت، الہدیٰ انٹرنیشنل اور بریلویت کے ذیلی عناوین قائم

کیے گئے ہیں جن میں سے ہر عنوان کے تحت بہت سی کتب شامل ہیں۔ دورِ حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار، اختلاف امت اور صراطِ مستقیم، اکفار الملحدین جیسی عمومی کتب الگ سے رکھی ہوئی ہیں۔ باقی کتب میں احتساب قادیانیت کی مکمل ساٹھ جلدوں سمیت ردِ قادیانیت پر مشتمل کتب کا ایک بڑا ذخیرہ، تحفہ اثناعشریہ، اجوبہ اربعین، آیات بینات، تحفہ اہل حدیث، تسکین الصدور اور راہِ سنت جیسی کتب شامل ہیں، عیسائیت، آغا خانیت، سیکولرزم اور انکارِ حدیث وغیرہ کے عناوین قائم کرنے کی بھی ضرورت ہے، کچھ عناوین کے تحت کتب کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔

۱۲:......رسائل، جرائد، مجلّات، اخبارات: اس عنوان کے تحت پاکستان کے بہت سے دینی رسائل کے پرانے شماروں کی فائلیں رکھی گئی ہیں، جن میں بینات، الفاروق، الابرار، دارالعلوم دیوبند، انوار مدینہ اور ضربِ مؤمن جیسے رسائل شامل ہیں، مجلّہ صفدر کو بھی اس میں شامل کرنے کے لیے کام جاری ہے۔

۱۳:......زبان وادب: اس عنوان کے تحت عربی وار دوادب کی کتب شامل ہیں، اردوادب کے ذیل میں یونیکوڈ کی ہزاروں صفحات پر مشتمل بڑی بڑی فائلیں ہیں جن میں سے مطلوبہ کتاب کو تلاش کرنا خاصے جوکھم کا کام ہے۔

۱۴:......فنونِ عصریہ: اس عنوان کے تحت کمپیوٹر اور حیاتیات کے ذیلی عنوان ہیں جن میں سے ہر ایک میں صرف ایک ایک کتاب ہے اور مزید بہت سی مفید اور ضروری کتب شامل کرنے، نیز مزید ذیلی عناوین مثلاً الیکٹرونکس، طب، موسمیات، فلکیات، سائنس، زراعت، کمپوزنگ، ڈیزائننگ، توانائی، ورزش، کھانا پکانا، وغیرہ مختلف مفید اور متنوع عناوین قائم کر کے ان کے تحت اردو کتب جمع کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۵:......متفرق: اس عنوان کے تحت علمائے باٹلی، یوکے کی کتب ہیں جو فقہ کے باب سے ہیں اور انہیں اسی عنوان کے تحت ہونا چاہیے تھا۔

مکتبہ جبریل اینڈ رائڈ کے اس تعارف سے احباب کو اس کی افادیت اور جامعیت کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا، اللہ جل شانہ ان احباب کو اپنی شایانِ شان اجرِ جزیل عطاء فرمائیں جو روز وشب اس کام کے لیے محنت میں مصروف ہیں۔ بندہ کے زیرِ استعمال سوفٹ وئیر اس پروگرام کا پہلا ایڈیشن ہے جبکہ دوسرا ایڈیشن بھی تیاری کے مراحل میں ہے جو ان شاء اللہ زیادہ مفید ہو گا۔ دوسرے ایڈیشن کی تیاری کے لیے چند باتوں کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ا:......سب سے اہم بات یہ ہے کہ کتب کے عناوین کی درجہ بندی اور ہر کتاب کو اس کے اصل درجے میں رکھنے کا کام اس کام کے ماہر اہل علم کی رہنمائی میں کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ بہت سی کتب غیر متعلقہ عناوین کے تحت چلی گئی ہیں اور اب ان کا ڈھونڈنا جوئے شیر لانے کے برابر ہو گیا ہے، مثال کے طور

پر، ''المرتضٰی'' اور ''رحماء بینھم'' سیرت النبی کے عنوان کے تحت، ''بائبل سے قرآن تک'' اور ''تجلیاتِ صفدر'' خطبات ومواعظ کے تحت، ''فراقِ یاراں'' اور ''ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں'' ردقادیانیت کے تحت آ گئی ہیں، جس کی وجہ سے قاری کو کتاب تلاش کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

۲:......پروگرام میں کتاب کا نام یا مصنف کا نام لکھ کر اسے سرچ کرنے کا آپشن بھی نہیں ہے، اگر یہ آپشن موجود ہو تو کتاب کی تلاش کا کام لمحوں میں ہوسکتا ہے، امید ہے کہ دوسرے ورژن میں اس کمی کو بھی دور کر دیا جائے گا۔

۳:......کچھ عناوین کے تحت بہت سی اہم اور ضروری کتب کی کافی کمی محسوس ہوتی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل علم اور اکابر حضرات کو بھی اس سوفٹ وئیر کی ترتیب کے کام میں شامل کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ ہر موضوع سے متعلق ضروری اور اہم تمام کتب مہیا کر دی جائیں۔

۴:......درسِ نظامی کے عنوان کے تحت فی الحال صرف بنین کے درجات اور ان سے متعلقہ کتب شامل ہیں، جبکہ بنات کے نصاب اور ان کی شروحات کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔

۵:......بہت سی کتب ایسی ہیں جو مختلف عناوین کے تحت آ سکتی ہیں، مثلاً بخاری شریف حدیث کے عنوان کے تحت بھی آتی ہے اور درس نظامی کے عنوان کے تحت بھی، ''شوقِ حدیث'' حدیث کے عنوان سے بھی متعلق ہے اور منکرین حدیث کے عنوان سے بھی، اسی طرح ''مقامِ ابی حنیفہ'' سوانح کے باب سے بھی تعلق رکھتی ہے اور ردغیر مقلدیت کے باب سے بھی۔ ایسی کتب کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نظم وضع کیا جائے کہ پروگرام میں کتاب کی فائل تو ایک ہی ہو، مگر اس کا نام مختلف عناوین کے تحت درج کیا جا سکے اور ہر جگہ سے اس فائل کو کھولا جا سکے، اگر سوفٹ وئیر میں اس قسم کی سہولت پیدا کی جا سکتی ہو تو یہ مجموعہ مزید جامع اور مفید ہو جائے گا جبکہ اس کے حجم پر مزید بار بھی نہیں پڑے گا۔

۶:......گوشۂ خواتین کے نام سے ایک الگ باب قائم کرنے کی ضرورت ہے جس میں خواتین سے متعلقہ مسائل، گھر داری، تربیت اولاد وغیرہ سے متعلق کتب شامل کی جا سکیں۔

۷:......اردو ادب کے ذیل میں جاسوسی وافسانوی ادب کا بھی ذخیرہ شامل کیا گیا ہے جو اس علمی و دینی سوفٹ وئیر میں مخمل میں ٹاٹ کے پیوند کی طرح معلوم ہوتا ہے، شاعری، سفرنامے وغیرہ پھر بھی کسی پہلو سے مفید ہیں مگر بالکل لایعنی ادب کو اس کتب خانے سے خارج کر دیا جانا زیادہ بہتر ہے۔

۸:......حمد، نعت، مدح صحابہ اور دینی نظموں کے لیے بھی ایک عنوان الگ سے قائم کر دیا جائے۔

۹:......مکتبہ سے کسی کتاب کی مکمل پی ڈی ایف یا یونیکوڈ فائل کو ای میل یا واٹس اپ کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے، اگر یہ سہولت میسر ہو جائے تو اس مکتبہ کو استعمال کرنے والے حضرات اس میں سے

مفید کتب دوسروں تک بھی شئیر کرسکتے ہیں۔

۱۰:...... پہلے ایڈیشن میں غالباً لاعلمی کی بناء پر بغیر کسی نشاندہی کے بعض غلط عقائد پر مشتمل کتب بھی شامل ہوگئی تھیں، مثلاً امین احسن اصلاحی اور مودودی صاحب کی تفاسیر اور اہل بدعت کی چند کتب، مکتبہ جبریل برائے کمپیوٹر کے ورژن ۲ر سے تو ان کو ہٹا دیا گیا ہے، امید ہے کہ موبائل والے ایڈیشن سے بھی انہیں ہٹا دیا جائے گا۔

۱۱:......علومِ قرآن کے ذیل میں ''تجوید'' کے عنوان سے ایک الگ باب کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۱۲:......اسی طرح ''علوم الحدیث'' کے ذیل میں ''اسماء الرجال'' کے عنوان سے ایک الگ باب کی حاجت ہے۔

۱۳:......اردو کے علاوہ دیگر زبانوں، خصوصاً پاکستان کی علاقائی زبانوں یعنی پشتو، بلوچی، سرائیکی، گلگتی، سندھی وغیرہ میں بھی ضروری کتب کا ایک باب بنا دیا جائے تو مفید ہوگا ان شاء اللہ۔

مکتبہ جبریل [برائے کمپیوٹر]:

موبائل کی طرح کمپیوٹر کے لیے بھی ان احباب نے ''مکتبہ جبریل'' ہی کے نام سے پروگرام تیار کیا ہے جو اپنے فوائد ومنافع اور سہولت کے اعتبار سے موبائل والے ایڈیشن سے کئی گنا بڑھ کر ہے اور موبائل ایڈیشن کی بہت سی خامیاں جن کی سطورِ بالا میں نشاندہی کی گئی ہے، کمپیوٹر کے اس ایڈیشن سے دور کی جا چکی ہیں۔ اس کا حجم بھی موبائل ورژن کی طرح تقریباً ۶۵ر جی بی ہے اور اس کے لیے آپ کے کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک میں کم از کم ۷۰ر جی بی جگہ موجود ہونا ضروری ہے۔ بندہ نے صرف اس کا پہلا ایڈیشن ہی استعمال کیا ہے جبکہ اب اس کا دوسرا ایڈیشن بھی تیار ہوکر قارئین تک پہنچ چکا ہے جس کی خوبیاں پہلے ایڈیشن سے کافی زیادہ ہیں۔ اپنے زیرِ استعمال نہ ہونے کی بناء پر سرِ دست مکتبہ جبریل کی ویب سائیٹ سے مکتبہ جبریل کے اس ایڈیشن کی خوبیاں پیشِ خدمت کی جاتی ہیں۔

[۱] اس ایڈیشن میں گولڈن ڈکشنری کی طرح انڈیکس کی سہولت موجود ہے جس سے جو لفظ آپ تحریر کرتے ہیں اس سے ملتے جلتے عنوانات کی فہرست فوراً سامنے کھل جاتی ہے اور تلاش کا کام بہت ہی زیادہ آسان ہوجاتا ہے۔ [۲] مکتبہ شاملہ کی طرح کتب کے ہر مرکزی اور ذیلی مجموعے کے سامنے اس کی کتب کی تعداد لکھی ہوئی ہے۔ [۳] کسی تحریر میں شامل انٹریز اور عکسی صفحات کو تحقیق ہی میں موجود ایک آپشن کی مدد سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ [۴] اگر آپ متعدد الفاظ کو باری باری تلاش کرتے ہیں تو ہر ایک کی تلاش کے نتائج محفوظ رہیں گے جب تک کہ آپ خود انہیں ختم نہ کردیں۔ [۵] اگر آپ چند کتب کا مطالعہ کررہے ہیں اور کسی

وجہ سے کمپیوٹر بند کرنا چاہتے ہیں تو دوبارہ آن کرنے پر جو کتب جہاں سے بند کی تھیں وہیں سے کھل جائیں گی، اس طرح اہل علم کا بہت سا وقت اور فکر بچے گی۔[۶] پہلے ایڈیشن میں صرف کتاب کے نام، مصنف کے نام اور کتاب کے موضوع کے ذریعے کتاب کو تلاش کیا جاسکتا تھا، اب اس میں ناشر کے نام کا اہم اضافہ بھی کر دیا گیا ہے، یعنی اگر آپ کسی کتب خانے یا مکتبہ کا نام لکھ کر پریس کریں تو اس کی تمام مطبوعات آپ کے سامنے آجائیں گی۔[۷] ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتب کو کھولا جاسکتا ہے۔[۸] اس ورژن میں کتب کے شجرہ اور کتاب کی فہرست کے شجرہ سے کوئی لفظ تلاش کرنے کی سہولت کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔[۹] کسی تحقیق کو ورڈ میں ایکسپورٹ کیا جائے تو اس کے صفحات کے سائز کی تعیین کا اختیار۔[۱۰] مکتبہ کے اندر ہی لغات کے ایک سیکشن کا اضافہ جس کی مدد سے لغات کی ضرورت کافی حد تک مکتبہ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہے۔[۱۳] کھلی ہوئی ونڈوز کو ایک ساتھ بند کرنا ممکن ہے تاکہ ایک ایک ونڈو کو بند کرنا نہ پڑے۔[۱۴] اگر آپ چاہیں تو کتاب کا صفحہ کمپیوٹر کی پوری سکرین پر پھیل جاتا ہے، آس پاس کی علامات اور ونڈوز چھپ جاتی ہیں جس سے مطالعہ میں آسانی رہتی ہے۔[۱۵] مینیو بار کا اضافہ۔[۱۶] زیادہ سے زیادہ چیزوں کے لیے کی بورڈ شاٹ کٹس بنائے گئے ہیں تاکہ تیزی سے کام کرنا ممکن ہو۔[۱۷] مکتبہ بند کرنے پر تصدیق، تاکہ حادثاتی طور پر بند ہو جانے سے جاری شدہ کام ضائع نہ ہو۔[۱۸] کسی لفظ کے ساتھ سٹار کی علامت لگانے سے اس سے ملتے جلتے الفاظ بھی تلاش میں شامل ہو جاتے ہیں مثلاً خراب کا لفظ اس علامت کے ساتھ لکھ کر سرچ کریں تو خراب/خرابی/خرابیاں وغیرہ سب الفاظ تلاش میں شامل ہو جائیں گے۔

مکتبہ شاملہ، اردو/عربی:

مکتبہ شاملہ عرب حضرات کا تیار کردہ مشہور و معروف ڈیجیٹل مکتبہ ہے جو اپنے حجم کے کم اور کتب اور سہولیات کے زیادہ ہونے کی بناء پر ''بقامت کہتر، بقیمت بہتر'' کا مصداق ہے۔ اس مکتبہ کا اصل ایڈیشن تو صرف عربی کتب پر مشتمل ہے لیکن ان احباب نے محنت کر کے اس میں اردو کی بہت سی کتب، خصوصاً فتاویٰ کی کتب شامل کر دی ہیں، اور اس میں عربی اور اردو کے دو الگ الگ خانے بنا دیئے ہیں، جس سے اردو خواں حضرات کے لیے بھی یہ مکتبہ فائدے کی چیز بن گئی ہے۔ یہ مکتبہ موبائل اور کمپیوٹر، دونوں کے لیے قابل استعمال ہے اور موبائل کے لیے تیار کردہ ایڈیشن میں تقریباً آٹھ ہزار کتب موجود ہیں جبکہ اس کا حجم صرف ۱۲/ جی بی ہے۔ اس مکتبے میں تمام کتب ٹائپ شدہ یعنی یونیکوڈ کی صورت میں موجود ہیں جن کے مطالعہ کے علاوہ ان میں سے کسی بھی اقتباس یا صفحے کو میسج، واٹس اپ، ای میل یا میسنجر کے ذریعے کسی کو بھیجا جاسکتا ہے۔ اس مکتبے میں سرچ یعنی تلاش کی سہولت بے حد مفید چیز ہے، اگر آپ کوئی لفظ کسی کتاب یا کتابوں کے کسی مجموعے میں تلاش کرنا چاہتے ہیں تو وہ لفظ ٹائپ کر کے مطلوبہ کتاب یا کتب کے مجموعے کو منتخب کر کے تلاش کا بٹن

دیباچے، منتخب کتاب یا مجموعے میں وہ لفظ جتنی مرتبہ جس جس مقام پر آیا ہے، اس کی فہرست بن جائے گی اور کتاب کے وہ سب مقامات سامنے آ جائیں گے۔ اس سہولت سے کام لیتے ہوئے انسان کا گھنٹوں بلکہ سچ کہیے تو بسا اوقات ہفتوں کا کام منٹوں میں ہو جاتا ہے، مثلاً آپ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں سے کوئی حوالہ تلاش کرنا ہے، تو اس حوالے میں موجود کوئی خاص لفظ تلاش کے خانے میں جا کر لکھ دیجئے، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتب کے مکمل مجموعے کو منتخب کر لیجئے، کچھ ہی دیر میں آپ کا موبائل آپ کو بتا دے گا کہ آپ کا تحریر کردہ لفظ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتب میں کتنی بار اور کس کس جگہ آیا ہے۔ اسی طرح آپ کو کوئی فقہی مسئلہ، مثلاً ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی کا مسئلہ تلاش کرنا ہے تو تلاش کے خانے میں جا کر، سینگ، جانور، قربانی، کے الفاظ تحریر کر کے فتاویٰ کی تمام کتب منتخب کر لیجئے، آپ کے منتخب الفاظ جن کتب میں آئے ہیں ان کتب کے مطلوبہ مقامات وصفحات آپ کے سامنے کھل جائیں گے اور مسئلہ آسانی سے مل جائے گا۔

تلاش کی اس اہم اور قیمتی سہولت کے علاوہ اس مکتبہ میں کتاب کے الفاظ کو بڑا چھوٹا کرنے کی سہولت بھی موجود ہے، اور آپ اپنی مرضی سے کتاب کا فاؤنٹ تشکیل دے سکتے ہیں، اسی طرح حروف کے پسِ منظر یعنی بیک گراؤنڈ کا رنگ بھی اپنی مرضی سے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ مکتبہ شاملہ کے کمپیوٹر والے ایڈیشن میں سہولیات اور خوبیاں بہت زیادہ ہیں جبکہ موبائل والے میں کم ہیں۔

گولڈن ڈکشنری:

گولڈن ڈکشنری ایک عام استعمال کا پروگرام ہے، اس میں کسی بھی زبان کی کسی قاموس کو انسٹال کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مکتبہ جبریل کے احباب نے اس عام سے سوفٹ وئیر پر دو جہات سے محنت کر کے اسے علماء، طلبہ اور دینی ذہن رکھنے والے عوام کے لئے مفید بنا دیا ہے۔

پہلا کام تو ان احباب نے یہ کیا ہے کہ مدارس عربیہ کے طلبہ کے زیر استعمال قوامیس یعنی مصباح اللغات، المنجد، القاموس الوحید، القاموس الجدید اردو سے عربی، اور اسی طرح دیگر کچھ مفید کتب مثلاً **المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم** ، لغات القرآن، لغات الحدیث، کتاب الصیغہ اور سولہ سطری قرآن مجید وغیرہ کو قاموس کی شکل میں ڈھال کر اس پروگرام کے لیے قابلِ استعمال بنا دیا ہے جس کی وجہ سے ان کتابوں سے استفادہ بہت ہی آسان ہو گیا ہے، ان کتب میں سے کسی بھی کتاب کا کوئی لفظ تلاش کرنا ہو تو اس کا مادہ تحریر کر کے تلاش کیجئے، اس مادے سے متعلق الفاظ کی فہرست سامنے آ جائے گی، اپنے مطلوبہ لفظ پر انگلی رکھیں، اس کا معنی آپ کے سامنے کھل جائے گا۔

دوسرا کام ان باہمت احباب نے یہ کیا ہے کہ فتاویٰ جات کی سینکڑوں کتب کو تحریر کی شکل میں

ڈھال کر انہیں گولڈن ڈکشنری کے لیے اس طرح قابل استعمال بنا دیا ہے کہ آپ کو کوئی مسئلہ تلاش کرنا ہے تو آپ اس مسئلہ سے متعلق کوئی خاص لفظ تحریر کیجئے، اس لفظ سے متعلق مسائل کی ایک طویل فہرست خود بخود آپ کے سامنے آجائے گی جس میں سے آپ اپنا مطلوبہ مسئلہ تلاش کر کے اس کا مکمل سوال وجواب پڑھ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابھی میں نے سجدہ سہو کا ایک مسئلہ دیکھنے کے لیے اس ڈکشنری میں جا کر ''سجدہ سہو'' کے الفاظ تحریر کیے تو مسائل کی ایک پوری فہرست کھل گئی، چند عناوین آپ بھی ملاحظہ کیجئے! [ا] سجدہ سہو بھول سے رہ گیا۔ [۲] سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد۔ [۳] سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے۔ [۴] مسبوق اور سجدہ سہو۔ [۵] نفل نماز اور سجدہ سہو۔ [۶] سجدہ سہو میں تشہد کی دلیل۔ [۷] ترکِ تعدیل اور سجدہ سہو......ابھی یہ فہرست بہت طویل ہے، صرف نمونے کے طور پر چند عنوانات قارئین کرام کے سامنے پیش کیے ہیں جن میں سے کسی بھی عنوان پر کلک کرنے سے متعلقہ مسئلہ مکمل سوال جواب اور حوالے کی صورت میں کھل جاتا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے مسائل کی تلاش مکتبہ شاملہ سے بھی زیادہ آسان ہوگئی ہے اور اس میں صرف علماء دیوبند کے مستند فتاویٰ ہی شامل کیے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا پروگرام موبائل اور کمپیوٹر دونوں کے لیے قابل استعمال ہے، کمپیوٹر میں تو اس میں بیک وقت چوبیس قوامیس استعمال کی جاسکتی ہیں جنہیں مکتبہ جبریل کے احباب نے منتخب یا تیار کیا ہے، تاہم موبائل کے لیے مفت دستیاب ورژن میں بیک وقت صرف پانچ لغات ہی استعمال کی جاسکتی ہیں، اس سے زیادہ قوامیس کو استعمال کرنے کے لیے کریڈٹ کارڈ یا ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے اس ڈکشنری کو کمپنی سے خریدنا ضروری ہے اور اس کی قیمت تقریباً آٹھ سو روپیہ پاکستانی ہے۔

اس ڈکشنری میں فتاویٰ شامل کرنے والا کام تو ماشاء اللہ بہت عمدہ طریقے سے کیا گیا ہے، تاہم دیگر قوامیس پر ابھی مزید محنت کی ضرورت ہے، جو بحمد اللہ جاری بھی ہے۔ قوامیس کو اگر اس پروگرام میں اس طرح ترتیب دیا جائے کہ جو لفظ تحریر کیا جائے، اس کا صفحہ کھلنے کے بعد اصل قاموس کے عکسی صفحات کو پلٹنے کی بھی گنجائش ہو تو مزید سہولت اور آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔ گولڈن ڈکشنری فتاویٰ کا مجموعی حجم تقریباً ۱۶ ار جی بی ہے، اور اگر آپ کے موبائل کی میموری میں کم از کم اتنی جگہ خالی ہے تو آپ اس نادر چیز سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا مکتبہ جات کو حاصل کرنے کا طریقہ:

ان مکتبہ جات کو استعمال کرنے کے لیے تین مراحل سے گذرنا ضروری ہے۔

ا:......سب سے پہلے آپ کو ان تمام مکتبوں کا ڈیٹا حاصل کرنا ہوگا، جس کا مجموعی حجم تقریباً سو جی بی کے لگ بھگ ہے، اگر آپ کے موبائل کے میموری کارڈ یا کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک میں اتنی گنجائش موجود ہے تو آپ اس ڈیٹا کو حاصل اور استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس تیز ترین انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے

تو آپ اپنا مطلوبہ ڈیٹا مکتبہ جبریل کی ویب سائیٹ elmedeen.com پر جا کر ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مکتبہ جبریل کی ٹیم کے کارکن مولانا عامر اخلاق صاحب [لاہور] کے فون نمبر 03214884074 پر رابطہ کر کے ان سے یہ ڈیٹا بذریعہ ٹی سی ایس بھی منگوایا جا سکتا ہے اور دیگر شہروں میں مکتبہ جبریل کے کارکنان کے رابطہ نمبر حاصل کر کے ان سے براہ راست بھی یہ ڈیٹا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۲:......ڈیٹا کے حصول کے بعد دوسرا کام ان پروگرامز کی انسٹالیشن کا ہے جو کافی حد تک پیچیدہ عمل ہے، اگر آپ کمپیوٹر اور موبائل کی الف با سے واقف ہیں تو مکتبہ جبریل کی ویب سائیٹ پر ان پروگرامز کو انسٹال کرنے کے لیے لرننگ ویڈیوز موجود ہیں، ان ویڈیوز کی مدد سے آپ خود ان پروگرامز کو انسٹال کر سکتے ہیں۔ اگر آپ خود ان پروگرامز اور مکتبوں کو انسٹال نہ کر سکیں تو مکتبہ جبریل کی ٹیم کے کسی کارکن کے پاس جا کر ان سے انسٹالیشن کروا لیجیے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مکتبہ جبریل کی ٹیم کے کارکن مولانا عثمان حبیب صاحب [کراچی] کے فون نمبر 03157838832 پر رابطہ کر لیجیے، وہ یا ان کی ٹیم کے کوئی اور ساتھی انٹرنیٹ کے ذریعے ہی آپ کے موبائل یا کمپیوٹر میں مکتبہ جات کی انسٹالیشن کر دیں گے۔

۳:......ڈیٹا کے حصول اور انسٹالیشن کے بعد تیسرا کام طریقۂ استعمال سیکھنے کا ہے جس کے لیے آپ مکتبہ جبریل کی ویب سائیٹ پر موجود لرننگ ویڈیوز سے مدد لے سکتے ہیں اور مکتبہ جبریل استعمال کرنے والے کسی ساتھی کی رہنمائی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

کرنے کے کام:

مکتبہ جبریل کی ٹیم اور اس کے پیش کردہ پروگرامز کا ایک اجمالی تعارف قارئین کرام کی خدمت میں عرض کر دیا گیا ہے۔ اب تک جو کام ہوا ہے، اللہ جل شانہ کی توفیق اور عنایت کے بعد محض ان احباب کی محنت اور خلوص کی بدولت ہوا ہے، اس سارے کام اور ساری محنت میں ان دوستوں کا کوئی مالی یا کاروباری مفاد وابستہ نہیں ہے۔ آیئے یہ غور کریں کہ اس محنت میں ہم کیسے اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں اور کون کون سے کرنے کے کام باقی ہیں جن کے بعد یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

ا:......اس وقت سب سے زیادہ ضروری کام مطبوعہ کتب کو ڈیجیٹل یعنی پی ڈی ایف کی صورت میں ڈھالنے کا ہے۔ ہمارے اسلاف و اکابر کی ہر موضوع سے متعلق بے شمار کتابیں ایسی ہیں جو نایاب ہیں اور طباعت کی مہنگائی اور مشکلات کی بناء پر ان کا دوبارہ طبع ہونا قریب بالمحال معلوم ہوتا ہے۔ اہل علم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے جمع کردہ کتابوں کے خزانے ناخلف جانشینوں کے ہاتھوں فٹ پاتھوں پر فروخت ہونے اور ہیرے موتیوں سے زیادہ قیمتی کتابوں کے اوراق میں پکوڑے بکنے کا دردناک منظر بہت سی آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اس وقت یہ کام بہت ہی ضروری اور اہم ہے کہ اہل علم کے کتب خانوں کی تمام

مطبوعہ اور قلمی کتابوں کو سکین کروا کر پی ڈی ایف کی صورت میں محفوظ، اور ان کتب کے مالکان کے شکریے کے ساتھ عام کرنے کا کام شروع کیا جائے تا کہ یہ قیمتی خزانہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ بندہ کی معلومات کے مطابق اس کام کے لیے بھی اس وقت ’’مکتبہ یٰسین‘‘ نامی ایک ادارہ موجود ہے جن کا کام صرف مطبوعہ کتب کو ڈیجیٹل شکل میں ڈھال کر محفوظ کرنا ہے، محترم جناب مولانا علی زمان صاحب [alizaman@liv.com] 03213734337 اس چھوٹے سے ادارے میں اپنی ہمت کے مطابق کام میں مصروف ہیں، تاہم بندہ کے خیال میں یہ کام بہت بڑا ہے اور اسے بڑے پیمانے پر اور تیزی سے کرنے کی ضرورت ہے۔

۲:......دوسرا اہم کام ان تمام کتب کو عکسی صفحات سے ٹائپ کر کے یونیکوڈ کی شکل میں منتقل کرنے کا ہے کیونکہ الفاظ کی تلاش اور سرچ کے جتنے فوائد مکتبہ شاملہ یا مکتبہ جبریل کی خصوصیات کے ضمن میں درج کیے گئے ہیں، وہ تبھی ممکن ہیں جب ان کتب کو ٹائپ شدہ یعنی یونیکوڈ شکل میں ڈھال دیا جائے......اس کے بغیر ان کتب کا کسی قدر صعوبت کے ساتھ مطالعہ تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں سے حوالے کی تلاش اور کاپی پیسٹ وغیرہ جیسے عمل ناممکن ہیں۔ ہزاروں کتابوں کے لاکھوں صفحات کو ٹائپ کرنے کا ارادہ کرنا بھی بظاہر دیوانگی اور جنون معلوم ہوتا ہے، مگر ماشاء اللہ ان نوجوان ساتھیوں نے نہ صرف بہت سی کتب پر محنت کر کے انہیں ٹائپ کر دیا ہے بلکہ مکتبہ جبریل کی ویب سائیٹ elmedeen.com پر ایک ایسا نظم بھی بنایا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی جگہ سے انٹرنیٹ کی مدد سے اس ویب سائیٹ پر جا کر رضا کارانہ طور پر کوئی کتاب یا کتاب کا کچھ حصہ ٹائپ کر سکتا ہے۔ اگر آپ کمپوزنگ جانتے ہیں اور ہر روز صرف دس یا پندرہ منٹ اس کام کے لیے دے سکتے ہیں تو بھی آپ اس ویب سائیٹ پر چلے جائیے اور جن کتابوں پر کام جاری ہے ان میں سے کسی کتاب کو منتخب کر کے جو صفحہ آپ کو بتایا جائے اس سے کام شروع کر دیجیے، اس طرح آپ بھی اس کام میں براہِ راست اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں، اور مل جل کر کام کرنے سے یہ ناممکن کام بھی ان شاء اللہ ممکن ہو سکتا ہے۔

۳:......سینکڑوں کتابیں ایسی ہیں جو مختلف طباعتی اداروں اور کتب خانوں یا مصنفین نے اپنی رقم خرچ کر کے کمپوز کروائی ہیں اور ان کے پاس کمپوز شدہ حالت میں موجود ہیں۔ اگر یہ طباعتی ادارے ان ٹائپ شدہ کتب کی سوفٹ کاپی دینے پر آمادہ ہو جائیں تو یقیناً سینکڑوں افراد کی مہینوں یا شاید برسوں کی محنت بچ سکتی ہے اور وہ تمام کتب علی الفور ان مکتبہ جات میں شامل اور ان کی تمام خصوصیات سے آراستہ ہو کر نافعِ عام و خاص ہو سکتی ہیں۔ انڈیا کے بہت سے مصنفین اور کتب خانوں نے اپنی کتب کی کمپوزنگ مکتبہ جبریل کے حوالے کی ہیں تاہم پاکستان کے مصنفین اور کتب خانوں کو اس سلسلہ میں توجہ فرمانے کی ضرورت ہے۔ یاد

رہے کہ مکتبہ جبریل کوئی کاروباری ادارہ نہیں ہے نہ ہی اس کے کوئی کاروباری مقاصد ہیں، صرف اشاعتِ علم ان حضرات کی کاوشوں اور محنتوں کا سبب ہے۔ اگر اشاعتی اداروں کے حضرات اس سلسلے میں تعاون فرمائیں تو امید ہے کہ ان شاء اللہ اس سے ان کے کاروبار پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا اور یہ عمل ان کے لیے عظیم صدقۂ جاریہ ہوگا۔ اگر کوئی صاحب اس سلسلے میں تعاون فرمانا چاہیں تو مکتبہ جبریل کے بانی و روحِ رواں جناب مولانا ذیشان صاحب سے 03214739056 پر رابطہ کر کے تعاون فرما سکتے ہیں۔

۴:......مکتبہ جبریل کے باقاعدہ ارکان بہت کم ہیں اور چند ہی شہروں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ مزید بہت سے احباب اس مکتبے کی انسٹالیشن اور استعمال کو سیکھ کر اس ٹیم میں شمولیت اختیار کریں تاکہ ہر شہر میں مکتبہ کی ٹیم کے ایسے ارکان موجود ہوں جن سے اس شہر کے لوگ ڈیٹا حاصل کر سکیں اور انسٹالیشن اور استعمال وغیرہ کے مسائل میں مدد لے سکیں۔

ڈیجیٹل مکتبے استعمال کرنے والے احباب کی خدمت میں چند گذارشات:

علم کی اصل اور سب سے اہم جگہ انسان کا دل ہے......"**علی قلبک لتکون من المنذرین**" ...... چنانچہ علم کو یاد کرنا اور سینہ میں محفوظ کرنا علم کی حفاظت کا سب سے اہم، مبارک اور افضل ذریعہ ہے۔ باقی ذرائع کو ازراہِ مجبوری استعمال کرنے اور ان سے نفع اٹھانے کی اجازت کے باوجود علم کو یاد کرنے اور سینہ میں محفوظ کرنے کی فضیلت و اہمیت سے کسی طور صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنِ پاک کے کروڑوں نسخے دنیا میں موجود ہیں، لیکن کیا اس سے قرآن پاک حفظ کرنے کی امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ختم ہوگئی؟ یا اس کی اہمیت وفضیلت میں کوئی کمی ہوگئی؟ احادیث طیبہ کی سینکڑوں کتب کے لاکھوں نسخے دنیا میں موجود ہیں لیکن کیا اس سے "**نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها**" کی خوشخبری وبشارت باقی نہیں رہی؟ محدثین کرام کے زمانے میں بھی حدیث کی کتب موجود تھیں، لیکن کیا اس کے باوجود انہوں نے ہر ہر حدیث کو بے شمار اسناد سمیت سینہ میں محفوظ کرنے کے لیے زندگیاں نہیں کھپا دیں؟ کیا وجہ ہے کہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اپنی تحریر کردہ کسی کتاب سے دیکھ کر کسی حدیث کی روایت کرنا بھی اس وقت تک جائز نہیں تھا جب تک کہ اس حدیث کو استاد سے خود سننا یاد نہ ہوا اور جب تک وہ حدیث اپنے حافظے میں محفوظ نہ ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا سینہ ہی وہ باغ ہے جو علم کو جب اپنے اندر سموتا ہے اور اخلاص وعمل کے پانی کے ساتھ اسے سینچتا ہے تو اس سے تفقہ کے وہ سرسبز وشاداب درخت اور پھول اگتے ہیں جن کی خوشبو پوری امت کے قلوب کو معطر اور منور کرتی ہے اور جن پر لگنے والے برگ وبار سے پوری دنیا کے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں۔ محض کتابوں میں لکھے ہوئے علم کے موجود ہونے سے نہ اس علم کو یاد کرنے کی فضیلت اور برکت حاصل ہو سکتی ہے، نہ اس کی حفاظت ہی کما حقہ ممکن ہے، اور نہ اس سے وہ تفقہ، تدبر اور عالمانہ شان پیدا ہو سکتی ہے جو ایک

عالم ربانی کو علم اپنے سینے میں محفوظ کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔علم کو یاد کیے بغیر صرف کتابوں یا کمپیوٹر میں محفوظ رکھنا ایسا ہی ہے جیسے پانی کو کسی ٹینکی میں محفوظ کر دینا، ظاہر ہے اس سے پانی کے استعمال کا فائدہ تو حاصل ہوسکتا ہے لیکن وہ سرسبز وشاداب درخت اور فصلیں پیدا نہیں ہوسکتیں اور وہ پھول نہیں اگ سکتے جن کے منافع اور خوشبو سے خلق کثیر فائدہ اٹھائے۔اس لیے سب سے پہلے تو اس قسم کے پروگرام استعمال کرنے والے احباب سے دردمندانہ گذارش ہے کہ ان چیزوں پر بھروسہ کر کے علم کو حفظ کرنے میں سستی اور کوتاہی روا نہ رکھیں بلکہ مردانہ وار علوم قرآن وحدیث اور فقہ کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ اپنے قلوب میں محفوظ کرنے اور رکھنے کو اپنا مقصود بنائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کمپیوٹر اور موبائل کا اس وقت تقریباً کلی طور پر استعمال شیطانی کاموں کے لیے ہوتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شیطان کے اس زمانے میں چیلے، رابطہ کار اور مددگار ہی یہ آلات ہیں۔ اگر ہم حوالہ جات کی تلاش میں آسانی، زیادہ کتابوں کی دستیابی اور مطالعہ میں آسانی جیسی سہولیات کی خاطر ان اشیاء کو استعمال کرنا شروع کریں اور پھر ان اشیاء کے راستے اللہ جل شانہ کے حرام کردہ افعال میں مبتلاء ہوجائیں تو یہ بہت ہی خسارے اور نقصان کی بات ہوگی......اور ان اشیاء کے استعمال کا یہ نتیجہ نکلنے کا اندیشہ ہو تو اس فائدے کی نسبت پاس موجود کتب سے استفادہ پر قناعت کرنا، ان اشیاء کے استعمال کے نتیجے میں اللہ جل شانہ کے غضب اور غصے کو مول لینے سے ہزار درجے بہتر ہے۔

تیسری بات یہ کہ اس قسم کے پروگرامز کے استعمال کے نتیجے میں نوجوان علمائے کرام میں مطبوعہ کتب سے دوری اور عدم مانوسیت بڑھتی جارہی ہے جو کہ نقصان کی بات ہے۔خصوصاً افتاء کے طلبہ کرام اگر شروع ہی سے ان پروگراموں کے عادی ہوجائیں تو ان میں کتابیں دیکھنے اور ان سے براہِ راست مسائل تلاش کرنے کی استعداد بالکل پیدا نہیں ہوتی۔اس وجہ سے تخصص کے مدارس کے ذمہ داران حضرات علمائے کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ طلبہ کرام کو افتاء کی تعلیم کے اختتام پر ان مکتبوں کے استعمال کی باقاعدہ تعلیم اور ان کے استعمال کی اجازت دیں لیکن دورانِ تعلیم ان پروگرامز کے استعمال کی سختی سے حوصلہ شکنی کریں یا اس پر پابندی لگائیں، اور اصل کتب سے براہِ راست مسائل اور حوالہ جات تلاش کرنے کی ان میں استعداد پیدا فرمائیں اور انہیں اس کی ترغیب دیں۔اللہ جل شانہ ہمیں علم اور اس کی قدر اور اس کی برکات سے نوازیں، آمین یارب العلمین۔

☆......☆......☆......☆

احسن خدامی

حکومت کا مدارس کے ساتھ معاندانہ رویہ

ایک اسلامی ریاست کے فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ہر ہر باشندے کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے، انہیں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ہر اطاعت پر مقدم رکھنے کا سبق دے، انہیں حرام وحلال اور جائز وناجائز کی پہچان سمجھائے اور اسلامی خطوط پر اپنی رعایا کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کرے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ملک کا حکمران طبقہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری سے اس قدر غافل رہا کہ ہماری گذرتی نسل نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کے بارے میں کچھ سیکھا بھی تو ماں کی گود یا محلے کے مولوی صاحب سے سیکھا، اور ہماری نئی نسل ہماری غفلت وغیر ذمہ داری کی وجہ سے ہماری اس واحد متاعِ ایمانی سے بھی محروم ہوتی جارہی ہے۔ الحاد وکفر نئی نسل کے دلوں میں جمایا جارہا ہے اور اسلامی عقائد واعمال اور معیشت واخلاق کو ترک کر کے قوم روز بروز انگریزیت کی طرف بھاگی چلی جارہی ہے۔

افسوس در افسوس کہ حکمرانوں کی اس نااہلی اور غفلت کا مداوا کرنے کے لیے جو مدارسِ دینیہ میدانِ عمل میں خاموشی سے مصروف ہیں اور محض اللہ جل شانہ کے بھروسے پر قوم کے بچوں کو دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ قیام وطعام کی سہولیات بھی بلا معاوضہ فراہم کررہے ہیں، حکومت نہ صرف ان کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کرتی بلکہ ان کی راہ میں روڑے اٹکانے اور انہیں ہراساں وپریشان کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ گذشتہ سال سے حکومت نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے سے مدارسِ دینیہ کو روکنے اور اس سلسلے میں ناجائز وظالمانہ پابندیاں عائد کرنے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے، مدارس کی رجسٹریشن کو لازمی کرنے کے بعد اب انہی رجسٹرڈ مدارس کو کھالیں جمع کرنے کے لیے الگ سے اجازت نامہ لینے کا نامعقول حکم جاری کیا گیا ہے اور انتہاء یہ کہ بعض علاقوں میں مدارس کے لیے کھالیں جمع کرنے والے، کھال دینے والے، یہاں تک کہ مدارس سے کھالیں خریدنے والے، سب پر دہشت گردی کا پرچہ کاٹنے کا ظالمانہ اعلان کرکے دین ومدارس دشمنی کا کھلا اظہار کیا گیا ہے۔......اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرمائیں اور انہیں دینی مدارس کی قدر کرنے اور مہمانانِ رسول کی خدمت کرکے ان سے دعائیں لینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔